قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

جمعۃ المبارک 15 اپریل 2022ء | 13 رمضان 1443 ہجری قمری | 15 شہادت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:91

فرمانِ رسول ﷺ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ماہ کے تین روزے اور رمضان کے روزے رکھنا ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہیں، یوم عرفہ کے روزہ کے بارے میں میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ گزشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا، اور اللہ سے یہ بھی امید کرتا ہوں کہ یوم عاشورہ (دس محرم الحرام) کا روزہ گزشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو گا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب فی الصوم الدھر تطوعا حدیث نمبر:2425)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

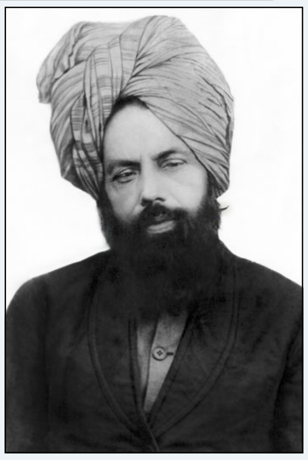

روزہ کے مسائل

ایک شخص کا سوال حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے دن روزہ رکھنا ضروری ہے یا کہ نہیں؟ فرمایا:۔

’’ضروری نہیں ہے۔‘‘

(اخبار بدر نمبر 11 جلد 6 مؤرخہ 14 مارچ 1907ء صفحہ 5)

اسی شخص کا سوال پیش ہوا کہ محرم کے پہلے دس دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے یا کہ نہیں؟ فرمایا:۔

’’ضروری نہیں ہے۔‘‘

(اخبار بدر نمبر 11 جلد 6 مؤرخہ 14 مارچ 1907ء صفحہ 5)

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور میں نے کچھ کھا کر روزہ کی نیت کی مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہوگئی تھی۔ اب میں کیا کروں؟ حضرت نے فرمایا کہ:۔

’’ایسی حالت میں اس کا روزہ ہوگیا، دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں، صرف غلطی لگ گئی اور چند منٹوں کا فرق پڑ گیا۔‘‘

(اخبار بدر نمبر 7 جلد 6 مؤرخہ 14 فروری 1907ء صفحہ 8)

ایک شخص کا سوال حضرت صاحب کی خدمت میں پیش ہوا کہ روزہ دار کو آئینہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا:۔

’’جائز ہے۔‘‘

(اخبار بدر نمبر 6 جلد 6 مؤرخہ 07 فروری 1907ء صفحہ 4)

اسی شخص کا ایک اور سوال پیش ہوا کہ حالت روزہ میں سر کو یا ڈاڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا:۔

’’جائز ہے۔‘‘

(اخبار بدر نمبر 6 جلد 6 مؤرخہ 07 فروری 1907ء صفحہ 4)

اسی شخص کا ایک اور سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کی آنکھ بیمار ہو تو اس میں دوائی ڈالنی جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا:۔

’’یہ سوال ہی غلط ہے۔ بیمار کے واسطے روزہ رکھنے کا حکم نہیں۔‘‘

(اخبار بدر نمبر 6 جلد 6 مؤرخہ 07 فروری 1907ء صفحہ 4)

اسی شخص کا یہ سوال پیش ہوا کہ جو شخص روزہ رکھنے کے قابل نہ ہو اس کے عوض مسکین کو کھانا کھلانا چاہئے۔ اس کھانے کی رقم قادیان کے یتیم فنڈ میں بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا:۔

’’ایک ہی بات ہے۔ خواہ اپنے شہر میں کسی مسکین کو کھلائے یا یتیم اور مسکین فنڈ میں بھیج دے۔‘‘

(بحوالہ فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 150-151 ایڈیشن 2013ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰﴾

(الجمعۃ:10)

ترجمہ:۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن کے ایک حصّہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

پس یہ ہر جمعہ کی اہمیت ہے جو ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہر جمعہ کو ہی اہتمام کریں اور تمام مصروفیات کو ہم ترک کریں۔ تمام کاموں اور کاروباروں سے وقفہ لیں اور مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے آئیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح کھول کر اس کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ پس یہ بات ثابت کرتی ہے کہ مومن کے ایمان کے معیار کو اونچا کرنے کے لئے ہر مومن پر جمعہ کی ادائیگی فرض ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ اس کا منفی پہلو اور انذار بھی بیان فرما دیا کہ جان بوجھ کر جمعہ چھوڑنے والے کا دل نیکیوں کے بجالانے کے لئے بالکل بند ہو جاتا ہے۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ سستیاں کرنے والوں کو اپنے جائزے لینے چاہئیں اور بغیر عذر کے بلاوجہ کی سستیاں ترک کرنی چاہئیں۔ اسلام صرف سختیاں ہی نہیں کرتا۔ اسلام ایک سمویا ہوا مذہب ہے اس میں صرف انذار ہی نہیں اور سختیاں ہی نہیں ہیں۔ یہی نہیں کہہ دیا کہ جمعہ پر نہیں آؤ گے تو ڈرا دیا بلکہ جیسا کہ میں نے کہا اگر جائز عذر ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر جائز عذر کے بغیر کوئی نہیں آتا تو وہ پکڑ میں آتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 جولائی 2015ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- ماہِ رمضان (منظوم)
- چالیس کا ہندسہ اور ہماری ذمہ داریاں
- دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)
- ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
- ارشاداتِ نور
- حاصلِ مطالعہ
- رمضان کے دن کیسے گزارے جائیں
- ماہ رمضان کے فضائل اور برکات
- شیخ مبشر احمد دہلوی مرحوم کا ذکر خیر
- جماعت احمدیہ ڈیٹرائٹ کا جلسہ یوم مصلح موعود کا انعقاد

دربارِ خلافت

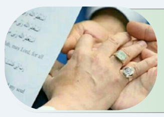

یہ اللہ تعالیٰ کا رحم اور فضل ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اور پھر ہماری دعائیں تو ہمارے دل کی تڑپ، ہمارے دلوں کا چھلنی ہونا اپنی ذات پر ظلم کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ہم اُن ظلموں کا نشانہ ہیں۔ ہم ان ظلموں کا نشانہ اس لئے بن رہے ہیں کہ اس زمانے میں ہم نے خدا تعالیٰ کے فرستادے اور پیارے کو مانا ہے۔ پس یقیناً ہم خدا تعالیٰ کے لئے یہ سب کچھ برداشت کر رہے ہیں۔ اگر اُس کی خاطر برداشت کر رہے ہیں تو وہ ضرور ہماری دعائیں سنے گا اور سن رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کی ترقی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ دشمن کے منصوبے تو بڑے شدید تھے اور ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا رحم اور فضل ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدے ہیں اور ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ یہ نظارے دکھا رہا ہے کہ کئی جگہ دشمن کے منصوبوں کے توڑ کر رہا ہے اور صرف پاکستان میں نہیں، دنیا کے مختلف ممالک میں بھی مخالفت ہے لیکن جماعت کی ترقی رُک نہیں رہی۔

یورپین پارلیمنٹ میں جب مَیں گیا تو ایک اخباری نمائندے نے کہا کہ تمہاری دوسرے مسلمانوں کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے یا تعداد کتنی ہے؟ تم لوگ اپنے آپ کو کہاں رکھتے ہو؟ تو مجھے یہ خیال آیا کہ اُس نے تعداد کی حقیقت پوچھنے کے بعد یہ سوال کرنا ہے کہ پھر تم جو تعلیم دیتے ہو، امن پسندی کی باتیں کرتے ہو، جس کو تم دنیا میں پھیلانا چاہتے ہو تو تمہاری تعداد اتنی تھوڑی ہے کہ تمہاری حیثیت کیا رہ جاتی ہے۔ تو مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا وہ جواب فوراً ذہن میں آیا جو انہوں نے یہاں یورپ کے ایک پریس نمائندے کو اس کے سوال پر دیا تھا کہ آپ کی تعداد کتنی ہے؟ انہوں نے فرمایا تھا کہ آج سے ترانوے سال پہلے جو ایک تھا وہ اب ایک کروڑ کے قریب ہے تو حساب کرلو کہ آئندہ اتنے عرصے میں ہم کتنے ہوں گے؟

(ماخوذ از دورۂ مغرب 1400ھ صفحہ 211 تا 213)

تو میں نے بھی اُسے کہا کہ جماعت احمدیہ کو اب 123 سال تو گزر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم کروڑوں میں ہیں اور وہ وقت بھی انشاء اللہ تعالیٰ قریب ہے جب ہم ایک اثر رکھنے والی جماعت کے طور پر دنیا کو نظر آئیں گے۔ جب میں نے یہ جواب دیا اور اس سے کہا کہ لگتا ہے کہ تمہارا سوال یہی تھا تو تسلی ہوگئی؟ اُس نے کہا ہاں میرے ذہن میں یہی تھا۔ لیکن ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا اثر دنیا کے مقاصد کے حصول کے لئے نہیں ہوگا بلکہ خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے، محبت اور پیار کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ہوگا۔ پس ہمیں کسی طرح بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ مخالفین کے ظلم ہمیں اپنے کام سے ہٹا سکتے ہیں یا ترقی میں روک بن سکتے ہیں۔ ترقی تو ہمیں خدا تعالیٰ دکھا رہا ہے اور نہ صرف ہمیں ترقی کے نظارے دکھا رہا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں آئندہ آنے والی زندگی میں اپنے پیاروں کے ساتھ جڑنے والوں اور اُن کی مخالفت کرنے والوں کی حالت کا نقشہ کھینچ کر ہمارے لئے تسلی اور سکینت کے سامان بھی فرما دیئے ہیں۔ جو آیات میں نے شروع میں تلاوت کی ہیں، وہ اس حالت کا نقشہ کھینچتی ہیں۔ فرمایا قَالُوۡا رَبَّنَا غَلَبَتۡ عَلَیۡنَا شِقۡوَتُنَا وَکُنَّا قَوۡمًا ضَآلِّیۡنَ (سورۃ المؤمنون: 107) وہ یعنی مخالفین یہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدنصیبی غالب آ گئی اور ہم ایک گمراہ قوم تھے۔ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡہَا فَاِنۡ عُدۡنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوۡنَ (سورۃ المؤمنون: 108) اے ہمارے رب! ہمیں اس سے نکال لے، یعنی اس دوزخ سے، جہنم سے ہمیں نکال دے۔ پس اگر ہم پھر ایسا کریں تو یقیناً ہم ظلم کرنے والے ہوں گے۔ قَالَ اخۡسَـُٔوۡا فِیۡہَا وَلَا تُکَلِّمُوۡنِ۔ (سورۃ المؤمنون: 109)

وہ کہے گا، اسی میں تم واپس لوٹ جاؤ۔ وہیں رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ اِنَّہٗ کَانَ فَرِیۡقٌ مِّنۡ عِبَادِیۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ (سورۃ المؤمنون: 110) یقیناً میرے بندوں میں سے ایک ایسا فریق بھی تھا جو کہا کرتا تھا اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ فَاتَّخَذۡتُمُوۡہُمۡ سِخۡرِیًّا حَتّٰۤی اَنۡسَوۡکُمۡ ذِکۡرِیۡ وَکُنۡتُمۡ مِّنۡہُمۡ تَضۡحَکُوۡنَ (سورۃ المؤمنون: 111) پس تم نے اُنہیں تمسخر کا نشانہ بنا لیا، یہاں تک کہ اُنہوں نے تمہیں میری یاد سے غافل کر دیا۔ اور تم اُن سے ٹھٹھا کرتے رہے۔ اِنِّیۡ جَزَیۡتُہُمُ الۡیَوۡمَ بِمَا صَبَرُوۡۤا ۙ اَنَّہُمۡ ہُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ (سورۃ المؤمنون: 112) یقیناً آج میں نے اُن کو اُس کی جو وہ صبر کیا کرتے تھے یہ جزا دی ہے کہ یقیناً وہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 15/ مارچ 2013ء)

ماہِ رمضان

رمضان کی عظمت کو کروں کیسے بیاں مَیں
طاقت یہ کہاں میرے تصور میں گماں میں

رحمت کا ہے غفراں کا ہے بخشش کا مہینہ
مولیٰ تو اثر رکھ دے مری آہ و فغاں میں

عصیاں کی شبِ تار میں پُر نور سویرا
کِھل اُٹھا ہو لالے کا چمن گویا خزاں میں

اُس رمز کو سمجھو کہ جو ہے رمض میں پنہاں
ایماں کی حرارت ہے سبھی خورد و کلاں میں

یہ رمض کچھ ایسی ہے کہ اس رمض کے آگے
شعلے میں وہ گرمی ہے نہ ہے برق تپاں میں

نازل ہوا قرآن اسی ماہ مبیں میں
پھر پھیلی ہدایت کی ضیا اس سے جہاں میں

وہ روشنی دیتا ہے ہر اک نوعِ بشر کو
جو نور محمد کے عمل میں ہے زباں میں

اِک شب ہے شبِ قدر اِسی ماہ مبیں میں
اِس شب کی بیاں عظمت و شوکت ہے قرآں میں

ہر شب ہو شبِ قدر تو دن عید ہو یارب
لحاتِ محبت ہوں شفا سوزِ نہاں میں

نادِم ہے گناہوں پہ نِگہ اُٹھ نہیں سکتی
ناصؔر ترا اِک چاکرِ ادنیٰ ہے جہاں میں

تنویر احمد ناصر۔ قادیان

اداریہ

چالیس کا ہندسہ اور ہماری ذمہ داریاں

دنیا کے مذاہب کی تاریخ میں مختلف ہندسوں (figures) کی بہت اہمیت رہی ہے۔ ایک، تین، ستر اور ننانوے کے علاوہ ایک ہندسہ چالیس (40) کا ہے۔قرآن کریم کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر چلّہ کاٹنے گئے اور حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنے پیچھے قوم پر نگران مقرر کر گئے تو قوم نے گائے کے بچھڑے کی پرستش شروع کر دی۔ جس پر حضرت موسیٰؑ بہت ناراض ہوئے اور بعد میں جب غصہ جاتا رہا تو یہ دُعائیں کیں۔

*رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِاَخِیۡ وَاَدۡخِلۡنَا فِیۡ رَحۡمَتِکَ۔وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ

(الاعراف: 152)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے بھائی کو بھی اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر اور تُو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

*اَنۡتَ وَلِیُّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡغٰفِرِیۡنَ

(الاعراف: 156)

ترجمہ: تُو ہی ہمارا ولی ہے پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بخشنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

حضرت موسیٰؑ کا یہ چلہ بھی چالیس دن کا تھا۔

(''آج کی دعا'' از الفضل آن لائن 21مارچ 2022ء)

• انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی عمر 40سال قرار دی جاتی ہے۔ ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبوت پر اس وقت فائز ہوئے جب آپؐ کی عمر 40برس تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بار بار فرماتا ہے کہ مفتری اسی دنیا میں ہلاک ہو گا بلکہ خدا کے سچے نبیوں اور مامورین کے لئے سب سے پہلی یہی دلیل ہے کہ وہ اپنے کام کی تکمیل کر کے مرتے ہیں۔ اور ان کو اشاعت دین کے لئے مہلت دی جاتی ہے اور انسان کی اس مختصر زندگی میں بڑی سے بڑی مہلت تیئس (23) برس ہیں کیونکہ اکثر نبوت کا ابتدا چالیس برس پر ہوتا ہے اور تیئیس برس تک اگر اور عمر ملی تو گویا عمدہ زمانہ زندگی کا یہی ہے۔''

(اربعین نمبر 4، روحانی خزائن جلد 17صفحہ 434)

حضرت مسیح موعودؑ کو بھی الہام 40سال کی عمر میں ہونے شروع ہوئے اور آغاز میں بیعت کرنے والوں کی تعداد بھی 40ہی تھی۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

''جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا۔''

(تریاق القلوب،روحانی خزائن جلد 15صفحہ 283)

تھا برس چالیس کا میں اس مسافر خانہ میں
جبکہ میں نے وحی ربّانی سے پایا افتخار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21صفحہ 135)

جہاں تک پہلی بیعت کے افراد کی تعداد کا تعلق ہے اس کے متعلق لکھا ہے۔حضرت ام المومنینؓ، حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی تحقیق کے مطابق 40افراد ہی نے بیعت کی تھی۔

(ملاحظہ ہو سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 18، ذکر حبیب صفحہ 9، سلسلہ احمدیہ صفحہ 29)

آپؑ نے ہوشیار پور میں جو چلہ کاٹا اس میں کی جانے والی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی مصلح موعودؓ حضرت مسیح موعودؑ کو عطا ہوئی تھی۔ یہ چلہ بھی چالیس دن کا تھا۔

40 کا ہندسہ اور تربیتی امور

40کے ہندسے کے تاریخی سفر سے اب ہم روحانی سفر میں داخل ہوتے ہیں۔ اس کے لئے سب سے پہلے اللہ کی آخری کتاب ''القرآن الحکیم'' کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔سورۃ الاحقاف آیت 16 میں اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کے کچھ مدارج بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَوَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ اِحۡسٰنًا ؕ حَمَلَتۡہُ اُمُّہٗ کُرۡہًا وَّوَضَعَتۡہُ کُرۡہًا ؕ وَحَمۡلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوۡنَ شَہۡرًا ؕ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَبَلَغَ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَۃً ۙ قَالَ رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰہُ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۚؕ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَاِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ

(الاحقاف: 16)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اُسے جنم دیا۔ اور اُس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہوگیا تو اس نے کہا اے میرے ربّ! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کرسکوں جو تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تُو راضی ہو اور میرے لئے میری ذرّیّت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ (ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اللہ تعالیٰ نے انسانی تخلیق کے ذکر کے بعد فرمایا کہ جب انسان اپنی پختگی کی عمر یعنی 40سال کا ہو گیا تو اس نے اپنے والدین پر، اپنی سابقہ زندگی میں ملنے والی نعماء الٰہی اور افضال باری تعالیٰ پر شکر ادا کرنے اور نیک اعمال بجالاتے رہنے اور اولاد کی اصلاح کے لئے اپنے رب سے التجا کی۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ جب ایک طرف اس کے والدین زندہ ہوتے ہیں اور دوسری طرف ان میں سے اکثر کی اولاد بھی ہو چکی ہوتی ہے۔ اس لئے والدین کے حقوق کی طرف بھی نشان دہی کر دی اور اولاد کی اصلاح کی طرف بھی توجہ دلا دی۔

یہی وہ عمر ہے جس کو پیش نظر رکھ کر حضرت مصلح موعودؓ نے انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھی۔ اور لجنہ کی بنیاد، انصار سے پہلے رکھنے میں بھی یہی حکمت ہے کہ اس عمر تک پہنچنے والے کا کام ''کار نبوت'' جیسا ہے۔یعنی تعلیم و تربیت اور اس میں 'ماؤں کا فرض' باپوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے دو ہی عمروں کا ذکر تخلیق انسانی کے حوالہ سے کیا ہے یعنی بچپن اور 40سال کی عمر۔

خاکسار نے بحیثیت قائد تربیت مجلس انصار اللہ پاکستان اس موضوع پر ایک طویل مضمون لکھ رکھا ہے۔ جو کسی وقت الفضل آن لائن کی زینت بناؤں گا۔ ان شاء اللہ

چالیس برس اور موت کا نظارہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اوائل عمر کے لوگوں کی بیعت میں مجھے بہت تردّد ہوتا ہے جب تک انسان کی عمر چالیس برس کی نہ ہو تب تک ٹھیک انسان نہیں ہوتا۔ اوائل عمر میں تلوّن ضرور آتے ہیں میرا ارادہ نہیں ہوتا کہ ایسی حالت میں بیعت لوں مگر بدیں خیال کہ دل آرزدگی ہوتی ہے بیعت کر لیتا ہوں۔ انسان جب چالیس برس کا ہوتا ہے تو اسے موت کا نظارہ یاد آتا ہے اور جس کے قریب ابھی موت کا خوف ہی نہیں اس کا کیا اعتبار۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 393 ایڈیشن 2016ء)

چالیس افراد

• آنحضورؐ نے فرمایا ہے۔جس کسی کے جنازہ پر چالیس مومنین حاضر ہو کر اس کے نیک ہونے کی گواہی دیں وہ مرحوم بخش دیا جاتا ہے۔ اسی طرح پڑوسی کی حدود کو چالیس گھروں تک قرار دیا اس حوالے سے ہماری ذمہ داریوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

• حضرت مسیح موعودؑ متعدد بار اپنی جماعت میں ایسے 40 افراد کا ذکر کر چکے ہیں جو ہر وقت اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

''اگر ہماری جماعت میں چالیس آدمی بھی ایسے مضبوط رشتہ کے جو رنج و راحت، عسرو یسر میں خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کریں، ہوں تو ہم جان لیں کہ ہم جس مطلب کے لئے آئے تھے وہ پورا ہو چکا اور جو کچھ کرنا تھا وہ کرلیا۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 16 ایڈیشن 1984ء)

*ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:۔

''اگر چالیس آدمی بھی ایسے نکل آویں جن کے نفس منوّر ہو جاویں اور پوری بصیرت اور معرفت کی روشنی انہیں مل جائے تو وہ بہت کچھ فائدہ پہنچا سکیں گے۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 258 ایڈیشن 1984ء)

اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایسے لاکھوں، چالیس عطا فرما دیے جو اوپر بیان شدہ الفاظ پر ہو بہو پورا اترتے اور اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو ہمہ وقت قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

عیب کا ذکر اور 40 دن کی دعا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 40 کے ہندسہ کو تربیتی اور اصلاحی انداز میں کئی جگہوں پر بیان فرمایا۔ جیسا کہ فرمایا۔

''ہماری جماعت کو چاہئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ کون سا ایسا عیب ہے جو کہ دُور نہیں ہو سکتا اس لیے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی

بقیہ صفحہ 13 پر

حسنیٰ مقبول احمد۔امریکہ

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

(قسط 11)

دعا کے اصول

حضرت اقدس حسب معمول سیر کو نکلے۔سیٹھ احمد دین صاحب بھی ساتھ تھے۔مولوی برہان الدین صاحب نے عرض کیا کہ سیٹھ صاحب کا ایک لڑکا ہوا تھا وہ فوت ہوچکا ہے۔حضور دعا کریں۔

فرمایا ’’ہاں میں دعا کروں گا۔ مگر ساری باتیں ایمان پر منحصر ہیں۔ ایمان جس قدر قوی ہو۔اسی قدر خدا تعالیٰ کے فضل سے حصہ ملتا ہے۔ خدا کے پاس کیا نہیں۔ اگر ایمان قوی نہ ہو۔تو انسان خدا سے بدظن ہوجاتا ہے۔ اور پھر تعویذ گنڈے کرنے لگتا ہے۔ اور غیر اللہ کی طرف جھک جاتا ہے۔ پس مومن بننا چاہیئے۔

دعا کے لئے اصول ہیں۔ میں نے بہت دفعہ بیان کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کبھی اپنی منواتا ہے اور کبھی مومن کی مانتا ہے۔ اس کے سوا چونکہ ہم تو علیم نہیں اور نہ اپنی ضرورتوں کے نتائج سے آگاہ ہیں۔ اس لئے بعض وقت ایسی چیزیں مانگ لیتے ہیں۔ جو ہمارے لئے مضر ہوتی ہیں۔ پس وہ دعا تو قبول کرلیتا ہے اور جو دعا کرنے والے کے واسطے مفید ہوتا ہے۔ وہ اسے عطا کرتا ہے جیسے ایک زمیندار کسی بادشاہ سے ایک اعلیٰ درجہ کا گھوڑا مانگے اور بادشاہ اس کی ضرورت کو سمجھ کر اسے عمدہ بیل دیدے۔ تو اس کے لئے وہی مناسب ہوسکتا ہے۔ دیکھو ماں بھی تو بچے کی ہر خواہش کو پورا نہیں کرتی۔ اگر وہ سانپ یا آگ کو لینا چاہے۔ تو کب دیتی ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اور تقویٰ اور ایمان میں ترقی کرنی چاہیئے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 383-384)

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ کی دعا ہر روز ہر نماز میں کئی مرتبہ مانگا کرو

... انسانی فطرت تو تازہ بتازہ نشانات دیکھنا چاہتی ہے۔ مجھے ان خشک موحدوں پر افسوس ہی آتا ہے۔ جو یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اب خوارق کا کوئی نشان نہیں۔ اور نہ ان کی ضرورت ہے۔ خشک زندگی سے تو مرنا بہتر ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کو بند کر دیا ہے۔ اور قفل لگا دیا ہے تو پھر اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ کی دعا تعلیم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ ایک شخص کی مشکیں باندھ دی جاویں اور پھر اس کو ماریں کہ تو اب چل کر کیوں نہیں دکھاتا۔ بھلا وہ کس طرح چل سکتا ہے۔ فیوض وبرکات کے دروازے تو خود بند کر دیئے اور پھر یہ بھی کہہ دیا کہ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ کی دعا ہر روز ہر نماز میں کئی مرتبہ مانگا کرو۔ اگر قانونِ قدرت یہ رکھا تھا کہ آپؐ کے بعد معجزات اور برکات کا سلسلہ ختم کر دیا تھا۔ اور کوئی فیض اور برکت کسی کو ملنا ہی نہیں تھا تو پھر اس دعا سے کیا مطلب۔

اگر اس دعا کا کوئی اور نتیجہ نہیں تو پھر نصاریٰ کی تعلیم کے آثار اور نتائج اور اس تعلیم کے آثار اور نتائج میں کیا فرق ہوا۔ لکھا تو انجیل میں یہی ہے کہ میری پیروی سے تم پہاڑ کو بھی ہلا سکو گے مگر اب وہ جوتی بھی سیدھی نہیں کر سکتے۔ لکھا ہے کہ میرے جیسے معجزات دکھاؤ گے مگر کوئی کچھ نہیں دکھا سکتا۔ لکھا ہے کہ زہریں کھالو گے تو اثر نہ کریں گی مگر اب سانپ ڈستے اور کتے کاٹتے ہیں اور وہ ان زہروں سے ہلاک ہوتے ہیں اور کوئی نمونہ وہ دعا کا نہیں دکھا سکتے۔ ان کا وہ نمونہ دعا کی قبولیت کا نہ دکھا سکنا ایک سخت حربہ اور حجت ہے۔

عیسائی مذہب کے ابطال پر کہ اس میں زندگی کی روح اور تاثیر نہیں اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ انہوں نے نبی کا طریق چھوڑ دیا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 59-60)

جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اس کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو۔ بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں۔ تب بھی اس کی عبادت کی جاوے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہیئے کوئی فرق نہ آوے۔ اس لئے ان حقوق میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہیئے۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جبتک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے۔ اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن:61) میں اللہ تعالیٰ نے کوئی قید نہیں لگائی کہ دشمن کے لئے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا۔ بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کیلئے دعا کرنا یہ بھی سنت نبوی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سے مسلمان ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے اکثر دعا کیا کرتے تھے۔ اس لئے بخل کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور حقیقۃً موذی نہیں ہونا چاہیئے۔ شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا۔ جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔ ایک بھی ایسا نہیں اور یہی میں تمہیں کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں۔ خدا تعالیٰ اس سے کہ کسی کو حقیقی طور پر ایذا پہنچائی جاوے اور ناحق بخل کی راہ سے دشمنی کی جاوے، ایسا ہی بیزار ہے جیسے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے ساتھ ملایا جاوے۔ ایک جگہ وہ فصل نہیں چاہتا اور ایک جگہ وصل نہیں چاہتا۔ یعنی بنی نوع کا باہمی فصل اور اپنا کسی غیر کے ساتھ وصل۔ اور یہ وہی راہ ہے کہ منکروں کیواسطے بھی دعا کی جاوے۔ اس سے سینہ صاف اور انشراح پیدا ہوتا ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے۔ اس لئے جبتک ہماری جماعت یہ رنگ اختیار نہیں کرتی۔ اس میں اور اس کے غیر میں پھر کوئی امتیاز نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہ ضروری امر ہے کہ جو شخص ایک کے ساتھ دین کی راہ سے دوستی کرتا ہے اور اس کے عزیزوں سے کوئی ادنیٰ درجہ کا ہے تو اس کے ساتھ نہایت رفق اور ملائمت سے پیش آنا چاہیئے۔ اور ان سے محبت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ خدا کہ یہ شان ہے

بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تمہیں چاہیئے کہ تم ایسی قوم بنو جس کی نسبت آیا ہے۔ فَاِنَّھُمۡ قَوۡمٌ لَا یَشۡقٰی جَلِیۡسُھُمۡ۔ یعنی وہ ایسی قوم ہے کہ ان کا ہم جلیس بدبخت نہیں ہوتا۔ یہ خلاصہ ہے ایسی تعلیم کا جو تخلقوا باخلاق اللہ میں پیش کی گئی ہے

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 96-97)

دعاؤں کے نتائج میں تاخیر اور توقف کیوجہ

کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایک طالب نہات رقت اور درد کے ساتھ دعائیں کرتا ہے مگر وہ دیکھتا ہے کہ ان دعاؤں کے نتائج میں ایک تاخیر اور توقف واقع ہوتا ہے۔ اس کا سِرّ کیا ہے؟ اس میں یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اول تو جس قدر امور دنیا میں ہوتے ہیں ان میں ایک قسم کی تدریج پائی جاتی ہے۔ دیکھو ایک بچہ کو انسان بننے کے لئے کس قدر مرحلے اور منازل طے کرنے پڑتے ہیں۔ ایک بیج کا درخت بننے کے لئے کس قدر توقف ہوتا ہے اسی طرح پر اللہ تعالیٰ کے امور کا نفاذ بھی تدریجاً ہوتا ہے۔ دوسرے اس توقف میں یہ مصلحتِ الٰہی ہوتی ہے کہ انسان اپنے عزم اور عقد ہمت میں پختہ ہوجاوے اور معرفت میں استحکام اور رسوخ ہو۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر انسان اعلیٰ مراتب اور مدارج کو حاصل کرنا چاہتا ہے اسی قدر اس کو زیادہ محنت اور وقت کی ضرورت ہوتی ہے پس استقلال اور ہمت ایک ایسی عمدہ چیز ہے کہ اگر یہ نہ ہو تو انسان کامیابی کی منزلوں کو طے نہیں کرسکتا۔ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ پہلے مشکلات میں ڈالا جاوے۔ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا (الم نشرح:7) اسی لئے فرمایا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 202-203)

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام

میں نے یہ تو نہیں کہا تھا

قسط 19

سن چھ ہجری کا واقعہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے صحابہؓ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔آپ ﷺ نے اسے غیبی اشارہ سمجھ کرطوافِ کعبہ کی نیت فرمائی اور فروری 628ء کو قریباً چودہ سو اصحاب کے ساتھ مدینہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے۔قریش مکہ نے مسلمانوں کے مکہ میں داخلے کی شدید مخالفت کی۔رفعِ شر کے لئے آپ ﷺ نے اصرار نہ فرمایا اور حدیبیہ کے مقام پر ایک معاہدہ طے پایا جس کی ایک شق یہ تھی کہ اس سال مسلمان واپس چلے جائیں۔اگلے سال بیت اللہ کے طواف کی اجازت ہوگی۔مسلمان جو خانہ ٔکعبہ سے بہت محبت کرتے تھے مکہ جانے کے لئے بیقرار تھے اور اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانا بہرحال پورا ہوتا ہے بہت دل برداشتہ ہوئے۔اور بڑے دکھ کے ساتھ واپسی کا سفر شروع کیا۔حضرت عمرؓ کی آنحضرت ﷺ سے اس گفتگو سے ان کی خلش کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

’’کیا آپ خدا کے برحق رسول نہیں؟‘‘

آپ ﷺ نے فرمایا:’’ہاں ہاں ضرور ہوں‘‘

عمرؓ نے کہا:’’کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟‘‘

آپ ﷺ نے فرمایا:’’ہاں ہاں ضرور ایسا ہی ہے‘‘

عمرؓ نے کہا:’’تو پھر ہم اپنے سچے دین کے معاملے میں یہ ذلت کیوں برداشت کریں؟‘‘

آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کی حالت دیکھ کر مختصر الفاظ میں فرمایا:

’’دیکھو عمرؓ!میں خدا کا رسول ہوں اور خدا کے منشاء کو جانتا ہوں اور اس کے خلاف نہیں چل سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔‘‘

مگر حضرت عمرؓ کی طبیعت کا تلاطم لحظہ بلحظہ بڑھ رہا تھا کہنے لگے:

’’کیا آپ ﷺ نے ہم سے نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے؟‘‘

آپ ﷺ نے فرمایا:’’ہاں میں نے ضرور کہا تھا۔مگر کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ طواف اس سال ضرور ہوگا؟‘‘

عمرؓ نے کہا:’’نہیں ایسا تو نہیں کہا‘‘

آپ ﷺ نے فرمایا:’’تو پھر انتظار کرو تم انشاء اللہ ضرور مکہ میں داخل ہو گے اور کعبہ کا طواف کرو گے...‘‘

(ابن ہشام حالات حدیبیہ)

گویا آپ ﷺ نے اعتراف فرمایا کہ خواب میں بیت اللہ کا طواف دیکھا تھا مگر وقت کا اندازہ درست نہ ہوسکا تاہم آپؐ کا کوئی کام اللہ تعالیٰ کی حکمت اور تائید سے خالی نہیں ہوتا۔اس سفر میں قریش مکہ سے صلح حدیبیہ کا معاہدہ طے پایا جس سے جنگ و جدل کا ماحول بدل کر امن و امان کا راستہ کھلا۔واپسی کے سفر میں سورہ فتح نازل ہوئی جس کی ایک آیت نمبر 48 کا ترجمہ ہے:

’’یقیناً اللہ نے اپنے رسول کو (اس کی) رؤیا حق کے ساتھ پوری کر دکھائی کہ اگر اللہ چاہے گا تو تم ضرور بالضرور مسجدِ حرام میں امن کی حالت میں داخل ہوگے،اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور بال کترواتے ہوئے،ایسی حالت میں کہ تم خوف نہیں کروگے۔پس وہ اس کا علم رکھتا تھا جو تم نہیں جانتے تھے۔پس اس نے اس کے علاوہ قریب ہی ایک اور فتح مقدر کردی ہے۔‘‘

(ترجمہ از تفسیرِ صغیر)

اگلے سال فروری 629ء میں دو ہزار اصحاب کے ساتھ بیت اللہ کا طواف فرمایا یقیناً آنحضرت ﷺ کی رؤیا پوری ہوئی۔آنحضرت ﷺ کا ایک قیاس یا اجتہاد درست نہ نکلا جس سے کم فہم اور بدگمان دشمنوں کو اعتراض کا موقع ملا۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک الفاظ سے اس قسم کی بشری اجتہادی غلطیوں کے بارے میں اصولی تعلیم ملتی ہے۔فرماتے ہیں:

’’نبی کی شان اور جلالت اور عزت میں اس سے کچھ فرق نہیں آتا کہ کبھی اس کے اجتہاد میں غلطی بھی ہو اگر کہو کہ اس سے امان اٹھ جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کثرت کا پہلو اس امان کو محفوظ رکھتا ہے۔کبھی نبی کی وحی خبر واحد کی طرح ہوتی ہے اور مع ذالک مجمل ہوتی ہے اور کبھی وحی ایک امر میں کثرت سے اور واضح ہوتی ہے پس اگر مجمل وحی میں اجتہاد کے رنگ میں کوئی غلطی بھی ہوجائے تو بینات محکمات کو اس سے کچھ صدمہ نہیں پہنچتا۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 245)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اس قسم کے کم فہموں سے واسطہ پڑتا رہا۔ایک واقعہ اس طرح ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے نشان نمائی کے متعلق آپ کی متضرعانہ دعائیں سن کر 20؍فروری 1886ء کو ایک غیرمعمولی شان والے اولوالعزم بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری عطا فرمائی۔اس بیٹے کی بیان کردہ خصوصیات سے چند بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

’’سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل سے ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔اور وہ رجس سے پاک ہے۔وہ نوراللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔اور علومِ ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مظہر الاول والاخر۔مظہرالحق والعلاء کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔وَ کَانَ امراً مقضیا۔

(اشتہار 20 فروری 1886ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ 59-60 تذکرہ صفحہ 109-111)

اس کے بعد 8؍ اپریل 1886ء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید انکشاف ہونے والے امور بھی آپ نے اسی دن مشتہر کردیے:

’’آج 8؍اپریل 1886ء میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدتِ حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اس کے قریب حمل میں لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا جو اب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 132-133 تذکرہ صفحہ 114)

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ موعود بیٹا نو سال کے عرصے کے اندر پیدا ہوگا۔یہ کہیں نہیں لکھا کہ اس عرصے میں اور کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا۔یا جو بھی بچہ ہوگا وہ مصلح موعود ہوگا۔مگر جب 15؍اپریل 1886ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں ایک بیٹی عصمت پیدا ہوئی تو مخالفین نے بے بنیاد اعتراضات کا شور مچا دیا کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی لڑکا نہیں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔حالانکہ آپؑ نے یہ بھی کہیں نہیں لکھا تھا کہ موجودہ حمل سے ہی ضرور لڑکا پیدا ہوگا۔عنقریب لڑکا پیدا ہونے کا ذکر تھا۔پھر 7؍اگست 1887ء کو ایک لڑکا بشیر احمد پیدا ہوا۔

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

فائقہ بُشریٰ

ارشاداتِ نور

قسط 11

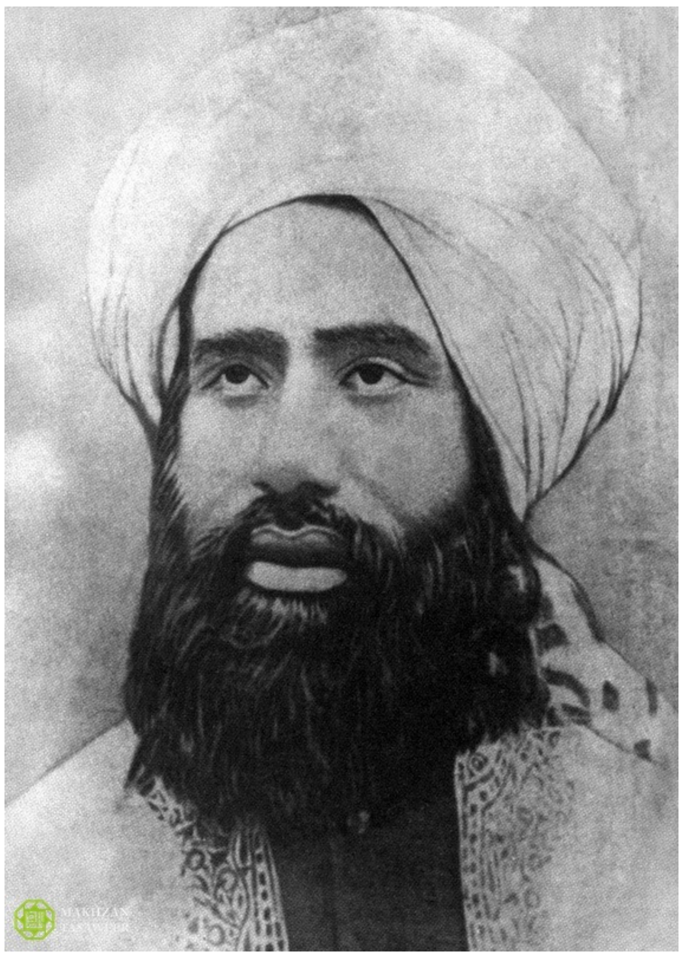

احمدی قوم توجہ کرے

حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک درد بھری تقریر میں فرمایا کہ تم فارغ نہیں ہو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں بحث کرنے کے لیے وقت پا لو بلکہ تمہارے لیے بہت سے کام ہیں۔ ہزاروں لوگ خدا کے منکر ہیں تمہارا فرض ہے کہ ان کے آگے خدا کی ہستی کے دلائل پیش کرو۔ ہزاروں نبوت کے منکر ہیں، ہزاروں ملائکہ کے منکر ہیں، ہزاروں قرآن مجید کو نہیں مانتے، ہزاروں یوم آخرت سے انکار کرتے ہیں، تمہیں چاہئے کہ ان بے خبروں کو خبر دو ان جاہلوں کے آگے علم کے خزائن رکھو۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 245)

شکر گزار بندہ

فرمایا۔ ایک بزرگ کتابوں کا ایک انبار لئے جا رہے تھے۔ رستے میں دریا گزرنا پڑا اس میں کتابوں کا بنڈل گر پڑا۔ فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! خادم نے کہا حضور کتابیں دریا میں گر پڑیں اور غرق ہو گئیں۔ فرمایا۔ اسی لئے تو میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتا ہوں۔ میں نے ان کتابوں کو پڑھنے کی خاطر خریدا تھا خدا تعالیٰ نے مجھے ان کے پڑھنے کی تکلیف سے بچا لیا مگر میری نیت کا ثواب مجھے ضرور دے گا۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 257)

آنحضرتؐ کے والدین کے نام

فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا نام عبد اللہ اور آمنہ ہونا ایک معجزہ تھا۔ اگر والد کا نام کہیں عبد الشمس ہوتا (جیسے کہ اس زمانہ میں نام ہوا کرتے تھے) تو عیسائی لوگ ہم کو زندہ نہ رہنے دیتے۔ عبد اللہ نام رکھنے میں عبد المطلب کے خیالات کا پتہ چلتا ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 257)

خواب اور ان کی تعبیریں لکھنے کی تحریک

حضرت امیر المومنینؓ نے ہفتہ زیر اشاعت میں فرمایا کہ سورہ یوسف پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم الرؤیا بھی ایک بڑا علم ہے۔ خوابیں کافر کی بھی ہوتی ہیں، مومن کی بھی۔ یہ علم اللہ تعالیٰ اپنے بعض انبیاء کو دیتا ہے اور ان سے ورثہ میں علماء امت محمدیہ کو بھی پہنچا ہے۔ چنانچہ پہلے مسلمانوں نے اس فن پر بہت عمدہ کتابیں لکھی ہیں۔ کامل التعبیر اور تعطیر الانام مجھے بہت پسند ہیں۔ آج کل کے نئی روشنی کے تعلیم یافتہ اور جنٹلمین تو خوابوں کو پریشان خیالات کا مجموعہ سمجھتے ہیں مگر ہمیں ایسی بے ادبی نہیں کرنی چاہئے۔ خوابیں تو نبوت کا جزو ہیں۔ ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ جو جو خواب ان کو آئے وہ مختصر طور پر ان کو لکھ لیا کریں اور پھر جو تعبیر اللہ تعالیٰ سمجھائے یا دکھائے اسے بھی نوٹ کر لیا کریں۔ اس طرح پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ اس فن میں ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکے گی۔ ہم سے پہلوں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا لیکن اب کئی چیزیں ایسی نکل آئی ہیں جو پہلے موجود نہ تھیں اس لیے ان کی تعبیر ان کتابوں میں نظر نہیں آتی مثلاً خواب میں کوئی موٹر کار دیکھے یا ہوائی جہاز یا ایسی اور ایجادیں، ایسے خوابوں کی تعبیریں تجارب کی بنا پر سمجھ میں آ جاتی ہیں۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 261)

مرسلین و مامورین پر ایمان نہ لانے کی وجہ

فرمایا۔ خدا کے مرسلین اور مامورین پر ایمان نہ لانے کی وجہ ضد ہٹ اور اپنی بات کی پچ ہے۔ جب ایک دفعہ تکذیب کر بیٹھے تو بس اپنی بات پر اڑ گئے۔ یہ عادت بڑی ابتلا میں ڈالنے والی ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 275-276)

دعا کی تاثیر

فرمایا۔ دعا بڑی بھاری چیز ہے۔ ایک حدیث ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کے آستانے پر ایسا گرے کہ بس اس میں محو ہو جائے تو یہ ذرات عالم اس کے قبضہ میں ہو جاتے ہیں۔ جب لوہا گرم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ آگ اس کو اپنے رنگ میں رنگین کر کے سرخ کر دے تو اس کو النّار کہہ سکتے ہیں۔ وہ بھی ہر چیز کو آگ ہی کی طرح جلا سکتا ہے۔

بعض آدمی بڑے متبرک مقامات میں دعا کرنے جاتے ہیں۔ منہ سے کہتے یا ربّ یا ربّ مگر ان کا لباس حرام اور ان کا کھانا حرام ہوتا ہے۔ تو پھر دعا کیونکر قبول ہو۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 276)

خدا کا بندوں سے سلوک

فرمایا۔ بہت سے لوگوں پر جب اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو عمر دیتا ہے، قوت، عزت، مال اور حسن و جمال دیتا ہے تو بعض اوقات ایسے شخص نابکار سیہ کار ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے وہ نعمت چھین لیتا ہے اور مختلف قسم کے صدمات پہنچتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے منکر اور بالکل ناامید ہو جاتے ہیں۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 278)

پھوٹ نہ ڈالو

فرمایا۔ لوگوں کے کام نابکار ہیں اور گندے ہیں برے کام کرتے ہیں پھر مجھے رقعے لکھتے ہیں۔ میں ایسے لوگوں کے رقعے دیکھنا بھی نہیں چاہتا اور نہ ان کی کچھ پرواہ کرتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ ہی کے حضور میں ہی عرض کروں گا اسی پر سب میرا بھروسہ ہے۔ بعض شریر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ خود ایک بدی کرتے ہیں یا آپس میں لڑتے ہیں پھر بڑوں کو اور افسروں کو اس لڑائی میں شامل کرنے کے واسطے کوشش کرتے ہیں اور شکایتوں کا سلسلہ کھولتے ہیں اور اس طرح زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ تاریخ کے صفحات الٹا کر دیکھو اختلاف ڈالنے والوں نے کس قدر نقصان دنیا کو پہنچایا ہے۔ سنی شیعہ کا ابتدائی جھگڑا کوئی بڑی بات نہ تھی مگر تفرقہ کہاں سے کہاں تک پہنچا۔ مقلد اور غیر مقلد کا فرق کوئی بڑا فرق نہ تھا مگر بعد میں کس قدر خوفناک شکل اس نے اختیار کی۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ لوگ چھوٹی سی بات پر جھگڑ پڑتے ہیں پھر انجام بہت برا ہوتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ (البقرہ:154) کا لطیفہ لوگ بھول گئے ہیں۔ ایک گالی کے بدلے میں سو گالی دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ایسے لوگ خود ایک دوزخ میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی بدکار نہیں جو لوگوں کے درمیان پھوٹ ڈالے، چالاکیوں سے کام لے اور پھر اپنے آپ کو بری ٹھہرائے۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 328-329)

ظالم سے کیونکر بچ سکتے ہیں

ایک صاحب نے اپنا مقدمہ اور اس کی پریشانی اور پھر حاکم کا ظلم سنایا تو فرمایا کہ

ایک دفعہ کسی صاحب کو بھی ایسا ہی ایک واقعہ پیش آیا جب کہ مجھ سے مشورہ کے لیے پوچھا تو میں نے کہا کہ پہلے تم خوب خوب توبہ کر لو۔ جب انہوں نے توبہ کر لی تو اتفاقاً وہ ظالم حاکم ان کی پیشی سے پہلے ہی چلا گیا۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 330-331)

مولانا عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن

حاصل مطالعہ

قسط 12

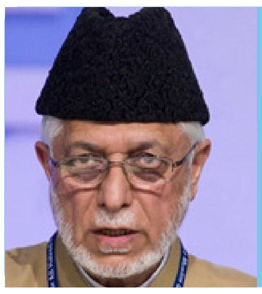

ارشاد نبویؐ

ایک مرتبہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھے ایسے عمل بتائیے جو مجھے جنت کے قریب کر دیں۔ اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم اللہ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو۔ جب وہ آدمی واپس پلٹا تو رسول اللہؐ نے فرمایا: اگر اس نے اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو جنت میں داخل ہو گا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الایمان)

اتباع کی پوری کیفیت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’یہ تو سچ ہے کہ وہ میرے متبعین کو قیامت تک میرے منکروں اور مخالفوں پر غلبہ دے گا لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ متبعین میں ہر شخص محض میرے ہاتھ پر بیعت کرنے سے داخل نہیں ہو سکتا۔ جب تک اپنے اندر وہ اتباع کی پوری کیفیت پیدا نہیں کرتا متبعین میں داخل نہیں ہو سکتا۔ پوری پوری پیروی جب تک نہیں کرتا، ایسی پیروی کہ گویا اطاعت میں فنا ہو جاوے اور نقش قدم پر چلے اس وقت تک اتباع کا لفظ صادق نہیں آتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسی جماعت میرے لئے مقدر کی ہے جو میری اطاعت میں فنا ہو اور پورے طور پر میری اتباع کرنے والی ہو۔‘‘

(الحکم جلد 10 نمبر 1 مورخہ 10 جنوری 1906ء صفحہ 4)

خلافت کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا

’’تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیجیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا

’’میرے پر ایسی رات کوئی کم گزرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں۔ اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے لیکن مجھے اُسی کے مُنہ کی قسم ہے کہ مَیں اب بھی اس کو دیکھ رہا ہوں۔ دُنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ مَیں وہ درخت ہوں جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے مُنہ اَور ہوتے ہیں اور صادقوں کے اَور۔۔۔۔ خدا کے ماموریں کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ مَیں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو۔‘‘

(اربعین نمبر 3 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 399 تا 401)

خلافت کے حوالہ سے ہر احمدی کا فرض

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’خلافت کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ اپنی نمازوں کی طرف توجہ دے تا کہ وہ انقلاب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہے، جس کے نتیجے میں دنیا کی اکثریت نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہونا ہے، وہ جو دعاؤں کے ذریعے سے عمل میں آنا ہے، وہ عمل میں آئے۔ پس ہر احمدی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھے اور اپنی نمازوں کی حفاظت، اپنی اولاد کی نمازوں کی حفاظت کی طرف توجہ دے تا کہ ہم جلد تمام دنیا پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہراتا ہوا دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے رحم کو ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی جذب کرنے والی ہوں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 جون 2012ء بمقام مسجد بیت الرحمٰن واشنگٹن۔ امریکہ)

اب وہ کتاب آپ کو مل جائے گی!

’’ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مفتی محمد صادق صاحبؓ نے لاہور کی پنجاب پبلک لائبریری میں ایک کتاب دیکھی جس میں یوز آسف کے نام پر ایک گرجا کا حوالہ دیا گیا تھا۔ مفتی صاحب نے اس کا ذکر قادیان میں حضرت صاحب سے کیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا ’’وہاں سے کتاب لے آئیں۔‘‘ جب مفتی صاحب لائبریری میں گئے تو اس کتاب کا نام بھول گئے۔ ہر چند تلاش کیا مگر کتاب نہ ملی۔ جب تک نام معلوم نہ ہو کتاب کس طرح مل سکتی ہے۔ لائبریرین نے بھی عذر کر دیا۔ ناچار واپس آ کر حضرت صاحب سے صورت معاملہ بیان کر دی۔ اس واقعہ کے ایک ہفتہ کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا مفتی صاحب آپ پھر جائیں۔ اب وہ کتاب آپ کو مل جائے گی۔ مفتی صاحب نے حکم کی تعمیل کی۔ مگر حیران تھے کہ جب نام ہی نہیں معلوم تو کتاب کس طرح اور کیسے تلاش کروں۔ خیر اسی فکر میں مفتی صاحب لائبریری پہنچے اس وقت اتفاق سے لائبریرین ضرورتاً ایک آدھ منٹ کے لئے باہر چلا گیا۔ اس کی میز پر ایک کتاب پڑی ہوئی تھی۔ مفتی صاحب نے بغیر کسی خیال کے ویسے ہی اسے اُٹھالیا۔ کھولا تو وہی مطلوبہ کتاب تھی۔۔ اس خدائی تصرف کو دیکھ کر مفتی صاحب حیران رہ گئے۔ لائبریرین آیا تو مفتی صاحب نے یہ عجیب وغریب واقعہ اس سے بیان کیا کہ حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ ’’جاؤ کتاب مل جائیگی‘‘ اور غیر متوقع طور پر کتاب فوری طور پر مل گئی لائبریرین نے کہا جناب آپ اگر کچھ دیر پہلے آتے تب بھی آپ کو یہ کتاب نہ ملتی کیونکہ ابھی ابھی باہر سے آئی تھی اور اگر ذرّہ بھی دیر سے آتے تب بھی یہ کتاب آپ کو نہ ملتی کیونکہ اسے میں فوراً اس کی جگہ رکھ دیتا۔ اب اسے لے جائیں اور حضرت صاحب کو دکھائیں۔ چنانچہ اس کتاب کا حوالہ حضور نے اپنی کتاب ’’مسیح ہندوستان میں‘‘ درج فرمایا ہے‘‘

(لطائف صادق صفحہ 62)

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

رمضان کے شروع ہونے سے ایک دو روز پہلے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک رات مجھے بار بار اس دعا کی طرف متوجہ فرمایا:

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا اور یہ نظارہ بار بار میں دیکھتا رہا کہ ابھی کچھ آفات جماعت کے سامنے باقی ہیں۔ ان آفات کو ٹالنے کے لئے میں مختلف دعائیں کرتا ہوں اور کچھ اثر پڑتا ہے اور پھر بھی وہ باقی رہتی ہیں۔ پھر میری توجہ اس طرف مبذول ہوتی ہے رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ کی دعا کرنی چاہئے اور جب میں یہ دعا کرتا ہوں تو جس طرح تیزاب سے زنگ گھل جاتا ہے یا صبح صادق سے اندھیرے ڈھل جاتے ہیں اسی طرح وہ آفات بالکل زائل ہو جاتی ہیں ان کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔ تو چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بات صرف اپنے تک محدود رکھنے کے لئے نہیں بلکہ ساری جماعت کو بتانے کی خاطر مجھ پر ظاہر فرمائی ہے۔ اس لئے رمضان کے آخری عشرہ میں خصوصیت سے ساتھ اس دعا کو بھی ورد کریں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ایک موقع پر یہ فرمایا کہ یہ دعا اسم اعظم ہے۔

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِی وَانْصُرْنِی وَارْحَمْنِی۔ اسم اعظم ہے اس سے بڑی اور کوئی دعا نہیں۔ جو ہر کیفیت پر حاوی ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 568)

(خطبہ جمعہ 30 مئی 1986ء)

احتشام الحسن۔ مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ

رمضان کے دن کیسے گزارے جائیں

ایک اور رمضان ہماری زندگیوں میں آرہاہے،اللہ تعالیٰ کافرمان ہے کہ رمضان اس لئے آتا ہے کہ تم تقویٰ اختیار کرو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے ہی قائم کیا ہے ہم پر بڑی ذمہ داری ڈالتا ہے کہ ہم ہر وقت اپنی حالتوں کے جائزے لیتے رہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ (البقرہ: 184)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

ہم احمدیوں کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ روزے کی حقیقت کو سمجھیں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو رمضان کا مقصد ہے۔یعنی تقویٰ پیدا کرنا اور تقویٰ میں ترقی کرنا۔

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’رمضان میں جب ہم تقویٰ کے حصول کے لئے کوشش کرتے ہیں یا کوشش کرنے والے ہوں گے تو اپنی عبادتوں کی طرف توجہ ہوگی۔ اگر ہم تقویٰ پر چلنے کی کوشش کرتے ہوئے روزے رکھیں گے تو برائیوں سے بچنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات تلاش کر کے ان پر عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ اگر ہم برائیوں سے نہیں بچ رہے چاہے وہ برائیاں ہماری ذات پر اثر کرنے والی ہیں یا دوسروں کو تکلیف میں ڈالنے والی۔ ان کو چھوڑنے سے ہی روزے کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ اگر ان کو نہیں چھوڑ رہے تو روزے کا مقصد پورا نہیں ہوتا اور یہی تقویٰ ہے۔ اگر روزے رکھ کر بھی ہم میں تکبر ہے، اپنے کاموں اور اپنی باتوں پر بے جا فخر ہے، خود پسندی کی عادت ہے، لوگوں سے تعریف کروانے کی خواہش ہے، اپنے ماتحتوں سے خوشامد کروانے کو ہم پسند کرتے ہیں جس نے تعریف کر دی اس پر بڑا خوش ہو گئے، یا اس کی خواہش رکھتے ہیں تو یہ تقویٰ نہیں ہے۔ روزوں میں لڑائی جھگڑا، جھوٹ فساد سے اگر ہم بچ نہیں رہے تو یہ تقویٰ نہیں ہے۔ روزوں میں عبادتوں اور دعاؤں اور نیک کاموں میں اگر وقت نہیں گزار رہے تو یہ تقویٰ نہیں ہے اور روزے کا مقصد پورا نہیں کر رہے۔ پس رمضان میں برائیوں کو چھوڑنا اور نیکیوں کو اختیار کرنا، یہی ہے جس سے روزے کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ اور جب انسان اس میں ثابت قدم رہنے کی کوشش کرے تو پھر حقیقت میں روزے کے مقصد کو پانے والا ہوسکتا ہے۔ ورنہ اگر یہ مقصد حاصل نہیں کر رہے تو پھر بھوکا رہنا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بھوکا رہنے سے کوئی غرض نہیں ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور... الخ حدیث 1903)

اگر تم ان مقاصد کو حاصل نہیں کر رہے۔بعض لوگ روزے کے نام پر دھوکہ بھی دیتے ہیں اور بھوکے بھی نہیں رہتے۔ بظاہر یہ اظہار کرتے ہیں کہ ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے لیکن روزہ نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ ہیں جن کو اپنے کھانے پینے پر بھی ضبط نہیں ہے۔ جو چند گھنٹے اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے آپ کو کھانے پینے سے نہیں روک سکتے۔ جب ایسے لوگ ہیں تو باقی معاملات میں اپنے نفس پر کس طرح ضبط کر سکتے ہیں۔

بعض اگر پورا دن فاقہ بھی کر لیتے ہیں تو نمازوں اور عبادت کی طرف وہ توجہ نہیں ہوتی جو ہونی چاہئے۔ ایک آدھ نماز پڑھ لی اور بس۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ ایسے روزے پھر اس مقصد کو پورا نہیں کر رہے جو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

پس ہم احمدیوں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کے بعد اپنے روزوں کے اس طرح حق ادا کرنے کی کوشش کریں جس طرح ان کا حق ادا کرنے کا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے تقویٰ پر چلنے کی نصیحت کرتے ہوئے اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں اور یہ بھی کہ تقویٰ تمام پرانے صحف مقدسہ کا خلاصہ ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’کل (یعنی 22/ جون 1899ء)‘‘ جلسہ کا ذکر فرما رہے ہیں کہ ’’بہت دفعہ خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ تم لوگ متقی بن جاؤ اور تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تمہارے ساتھ ہو گا۔‘‘ فرمایا ’’اس سے میرے دل میں بڑا درد پیدا ہوتا ہے کہ میں کیا کروں کہ ہماری جماعت سچا تقویٰ و طہارت اختیار کر لے۔‘‘ پھر فرمایا کہ ’’میں اتنی دعا کرتا ہوں کہ دعا کرتے کرتے ضُعف کا غلبہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔‘‘ فرمایا ’’جب تک کوئی جماعت خدا تعالیٰ کی نگاہ میں متقی نہ بن جائے خدا تعالیٰ کی نصرت اس کے شامل حال نہیں ہو سکتی۔‘‘ فرمایا ’’تقویٰ خلاصہ ہے تمام صُحفِ مقدّسہ اور توریت و انجیل کی تعلیمات کا۔قرآن کریم نے ایک ہی لفظ میں خدا تعالیٰ کی عظیم الشان مرضی اور پوری رضا کا اظہار کر دیا ہے‘‘۔ (یعنی تقویٰ کے لفظ میں۔) فرمایا ’’میں اس فکر میں بھی ہوں کہ اپنی جماعت میں سے سچے متقیوں، دین کو دنیا پر مقدم کرنے والوں اور منقطعین الی اللہ کو الگ کروں اور بعض دینی کام انہیں سپرد کروں اور پھر میں دنیا کے ہمّ وغم میں مبتلا رہنے والوں اور رات دن مردار دنیا ہی کی طلب میں جان کھپانے والوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کروں گا۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 303 ایڈیشن 1985ء)

پس یہ درد ہے آپؑ کا کہ میری جماعت کا ہر فرد ایسا ہو جو تقویٰ پر چلنے والا ہو۔ نہ کہ صرف دنیا کا غم ہی ہر وقت اسے کھائے جائے۔

آپؑ فرماتے ہیں: ’’چاہئے کہ وہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں کیونکہ تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں۔‘‘ (احمدیوں کو مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں) ’’اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز شریعت تقویٰ ہی ہوسکتا ہے۔تقویٰ کے مدارج اور مراتب بہت ہیں۔ لیکن اگر طالبِ صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل کو استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلب صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پالیتا ہے۔‘‘ پس مستقل مزاجی سے ہر نیکی چاہے وہ چھوٹی نیکی ہے یا بڑی نیکی ہے اس کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ (المائدہ: 28) گویا اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ یہ گویا اس کا وعدہ ہے اور اس کے وعدوں میں تخلّف نہیں ہوتا‘‘۔ (اپنا وعدہ خلافی نہیں کرتا) ’’جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ (آل عمران: 10)۔ پس جس حال میں تقویٰ کی شرط قبولیت دعا کے لئے ایک غیر منفک شرط ہے‘‘۔ (ایک بنیادی شرط ہے جسے الگ نہیں کیا جا سکتا۔تقویٰ بہرحال قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے) فرمایا ’’تو ایک انسان غافل اور بے راہ ہو کر اگر قبولیت دعا چاہے تو کیا وہ احمق اور نادان نہیں ہے۔ لہٰذا ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تا کہ قبولیت دعا کا سرور اور حظّ حاصل کرے اور زیادتی ایمان کا حصہ لے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 108-109 ایڈیشن 1985ء)

پس رمضان سے فائدہ اٹھانے کے لئے یہ بنیادی نسخہ ہے کہ ہمارے روزے اور ہمارا ہر عمل تقویٰ کے حصول کے لئے ہو۔ بہت سارے لوگ کہتے ہیں دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ ہم نے بڑی دعائیں کیں قبول نہیں ہوئیں۔ ان کو پہلے اپنے اندر دیکھنا چاہئے کہ کیا ان کے اندر دین غالب ہے؟ تقویٰ پر چلنے والے ہیں یا دنیا کی ملونی زیادہ ہوگئی ہے؟ پس دعا کی قبولیت کے لئے ایک یہ بھی شرط ہے۔

روزہ کے حوالے سے ایک حدیث بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار اپنی زبان کو ہمیشہ پاک رکھے اور اگر کوئی اس سے جھگڑے تو تب بھی وہ یہی کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ میں تمہاری ان باتوں کا جواب نہیں دے سکتا۔

(بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول اِنِّی صَائِمٌ اِذَا شُتِمَ)

فرمایا کہ ’’نازک ترین معاملہ زبان سے ہے۔ بسا اوقات تقویٰ کو دور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے یوں کہا اور ایسا کہا حالانکہ وہ بات بری ہوتی ہے۔ مجھے اس پر ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک بزرگ کی کسی دنیا دار نے دعوت کی۔‘‘ (اب یہ باریکی بھی دیکھنے والی چیز ہے۔صرف یہی نہیں کہ موٹی موٹی گالیاں دے دیں یا لڑائی کر لی یا جھگڑا کر لیا بلکہ خود پسندی اور دکھاوا بھی ہے۔ زبان کی جو غلطیاں ہیں یا زبان کی وجہ سے جو گناہ ہوتے ہیں یا زبان کی وجہ سے جو تقویٰ میں کمی ہے اس میں یہ چیزیں بھی آتی ہیں۔) تو فرمایا ’’کہ ایک بزرگ کی کسی دنیا دار نے دعوت کی۔ جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے تو اس متکبر دنیا دار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے۔ اور پھر کہا دوسرا تھال بھی لانا جو دوسرے حج میں لائے تھے۔ اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا بھی لیتے آنا۔ اس بزرگ نے فرمایا‘‘ (اس دنیا دار کو) ’’کہ تُو تو بہت ہی قابل رحم ہے۔ ان تین فقروں میں تُو نے اپنے تین ہی حجوں کا ستیاناس کر دیا۔‘‘ (دنیا کو دکھانے کے لئے حج تھے، نہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے۔تقویٰ سے دور ہٹے ہوئے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس بزرگ نے یہ کہا کہ) ’’تیرا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ تُو اس امر کا اظہار کرے کہ تُو نے تین حج کئے ہیں۔ اس لئے خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنی، بیہودہ، بے موقع غیر ضروری باتوں سے احتراز کیا جائے۔‘‘ (پس صرف زبان کو دوسروں کو تکلیف دینے سے روکنے کے لئے حکم نہیں ہے۔ اپنی خود نمائی جو ہے، خود پسندی جو ہے، دکھاوا جو ہے یہ بھی نیکیوں سے دور کرنے والا ہو جاتا ہے اور تقویٰ سے دور ہٹانے والا بن جاتا ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی ہمیں غور کرنا چاہئے۔)

روزوں میں بہت ساروں کے ذکر الٰہی میں اضافہ ہوا ہے تو اس اضافے کے ساتھ غیر ضروری باتوں میں بھی کمی ہونی چاہئے اور اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے تا کہ روزوں کا اور تقویٰ کا مقصد پورا ہو۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 24/ اپریل 2020ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی برکات سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے جو یہ خاص فضل کے دن رکھے ہوئے ہیں ان میں اپنے اندر ایسی تبدیلیاں پیدا کرنے والے ہوں اور اپنے تقویٰ کے معیاروں کو ایسا بڑھانے کی کوشش کرنے والے ہوں جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ اور پھر رمضان تک ہی محدود نہ رہیں بلکہ اپنی زندگیوں کو اس کا حصہ بنا لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

شازیہ افروز

ماہ رمضان کے فضائل اور برکات

انسان ہمیشہ اپنی بقا کی فکر میں رہتا ہے اور ترقی کرنا پسند کرتا ہے۔اس لیے وہ ہرلحہ اس جستجو میں رہتا ہے کہ اس کے لیے کیا چیز فائدہ مند ہے اور کیا نقصان دہ ہے۔اپنی خوراک کے حوالے سے ہرروز سوچتا ہے کہ اسے کیا پسند اور ناپسند ہے۔اور اپنی پسند سے کھاتا پیتا ہے تا کہ اس کی صحت ٹھیک رہے اورنشو ونما اچھی ہو۔دینِ اسلام میں نہ صرف جسمانی بلکہ روحانی خوراک کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘میں یہ مضمون نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے کہ انسان کی جسمانی حالتوں کا اس کی روحانی حالت پر بہت اثر پڑتا ہے۔اسی لیے اسلام میں مسلمانوں کو پاک اور طیب خوراک کھانے کا حکم دیا ہے تا کہ ان کی صحت ٹھیک رہے۔اسی طرح مختلف عبادات کا بھی حکم ہے تا کہ ان کی روح کی تروتازگی قائم رہے۔اور عبادات میں بھی بعض جسمانی حرکات کو لازمی کردیا ہے جیسے قیام، رکوع اور سجدہ۔

جس طرح انسان کے جسم پہ اچھی غذا کا اچھا اثر پڑتا ہے اسی طرح انسان کی روح پہ بھی پاک وطیب جسمانی غذا کے ساتھ ساتھ روحانی غذا یعنی عبادات کا بھی اچھا اثر پڑتا ہے۔دیکھا گیا ہے کہ انسان کو زیادہ دیر خوشی نہ ملے تو وہ روحانی طور پہ بھی اک پودے کی طرح مرجھانا شروع ہو جاتا ہے۔ایسی حالت میں جیسے پودوں کو بارش کی اشد ضرورت ہوتی ہے اسی طرح روح کو بھی روحانی بارش کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انبیاء پر نازل ہونے والی وحی کو بارش سے تشبیہ دی ہے۔اس آسمانی بارش یعنی وحیٔ الٰہی میں ایسی تعلیمات ہوتی ہیں جو روحوں کی زمین پر پڑ کر انہیں سرسبز وشاداب کر دیتی ہیں۔آسمان سے اترنے والی روحانی بارش کی ایک مثال ماہِ رمضان المبارک اور اس کی مختلف کیفیات ہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی شکل میں اترنے والی عظیم روحانی بارش کا موضوع رمضان قرار دیا ہے۔جیسا کہ فرمایا

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ترجمہ یہ بھی کیا ہے کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس کے بارے میں قرآن نازل کیا گیا ہے۔یعنی قرآن کا مرکزی موضوع رمضان ہے۔یعنی قرآن میں خود رمضان اور اس کی روحانی کیفیات اور تاثیرات کی تفصیل موجود ہے۔اس مہینے میں انسان قرآن کی ساری تعلیمات پرعمل کرسکتا ہے اور انہیں اپنی عادت بنا کر سال کے بقیہ مہینوں میں ان پرعمل کرنے کی پریکٹس کر لیتا ہے۔نماز، روزہ،تلاوتِ قرآن،صدقات وخیرات،غرباء کی بھوک کو بھوکا رہ کے محسوس کرنا،اعتکاف کی شکل میں ایک چھوٹا حج، یہ سب وہ ارکانِ اسلام ہیں جن کو ایک روزہ دار مسلمان رمضان میں کسی نہ کسی شکل میں اپنی اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق بجالا کر گویا سارے قرآن کی تعلیمات پرعمل کرلیتا ہے۔

خدا نے ماہ رمضان کو روحوں کے لیے روحانی بارش بنا کرمسلمانوں کوحقیقی خوشی کی خوشخبری دی ہے کہ جو خدا کی خاطر اپنی من پسند چیزوں کو یہاں تک کہ جائز اور حلال چیزوں کو ایک مہینہ تک معین اوقات میں ترک کرے گا اسے ایسی دائمی خوشیاں نصیب ہوں گی جو سال کے بقیہ ایام میں بھی اس کے ساتھ ساتھ چلیں گی۔اللہ کی خاطر جائز پسندیدہ چیزوں کو چھوڑ دینے سے وہ عملاً یہ عہد بھی کرتا ہے کہ جب جائز چیزیں اللہ کی خاطر چھوڑ دی ہیں تو ناجائز اور حرام تو بہرحال ترک کردوں گا۔

ہمیں خوش ہونا چاہئے کہ ہماری زندگیوں میں ایک عظیم انقلاب لانے والے یہ دن ایک دفعہ پھر جلد ہماری زندگیوں میں آنے والے ہیں۔ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰؐ نے ایک موقعہ پر اس ماہ مبارک کی خبر یوں دی کہ ،سنوسنو تمہارے پاس رمضان کا مہینہ چلا آتا ہے۔یہ مہینہ مبارک مہینہ ہے جس کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کردیئے ہیں اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔اور اس میں ایک رات ایسی مبارک ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے جو اس کی برکات سے محروم رہا تو سمجھو کہ وہ نامراد رہا۔‘‘(نسائی کتاب الصوم)

جس طرح کسی پیارے مہمان کی آمد سے پہلے اس کے استقبال کے لئے سجاوٹ کی جاتی ہے اسی طرح رمضان ایسا خوشی کا مہینہ ہے جس کے استقبال کے لئے آسمان پر بھی تیاریاں ہوتی ہیں اور جنت سجائی جاتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ’’ماہ رمضان کے استقبال کے لئے یقیناً سارا سال جنت سجائی جاتی ہے۔اور جب رمضان آتا ہے تو جنت کہتی ہے کہ یا اللہ اس مہینے میں اپنے بندوں کو میرے لئے خاص کر دے‘‘

(بیہقی شعب الایمان)

اسی لئے آپؐ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

’’رمضان کا خاص خیال رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے جو بڑی برکت والا اور بلند شان والا ہے۔اس نے تمہارے لئے گیارہ ماہ چھوڑ دیئے ہیں جن میں تم کھاتے ہو اور پیتے ہو اور ہرقسم کی لذات حاصل کرتے ہو مگر اس نے اپنے لئے ایک مہینہ کو خاص کرلیا ہے۔‘‘(مجمع الزوائد)

رمضان المبارک کو ’’سَیِّدُ الشُّھُوْر‘‘یعنی تمام مہینوں کا سردار بھی کہا گیا ہے۔کیونکہ اس ماہ میں قرآن کو اتارا گیا ہے اور یہ مہینہ بے شمار برکات کا مہینہ ہے۔چودہ سو برس سے لاکھوں کروڑوں صلحاء وابرار ان برکات کا مشاہدہ کرتے آئے ہیں اور آج بھی ان برکات سے بہرہ اندوز ہونے والے بزرگ بکثرت موجود ہیں۔ان ایام میں مخلص روزہ داروں کو خاص روحانی کیف سے نوازا جاتا ہے،ان کی دعائیں سنی جاتی ہیں۔ان پر انوار کے دروازے کھلتے ہیں۔انہیں معارف سے بہرہ ور کیا جاتا ہے۔وہ کشف،رویا اور الہام کی نعمت سے سرفراز ہوتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہیں خدا کی لقا نصیب ہوتی ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی ﷺ آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمر ہمت کس لیتے، اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور گھروالوں کو بیدارفرماتے۔تو یہ بھی ایک سبق ہے کہ ہم لجنہ کی ممبرات پر بھی یہ فرض ہے کہ جب ہم خود اٹھیں تو اپنے بچوں کو بھی نمازوں کے لئے، نوافل کے لئے اٹھائیں۔صرف اس بات پہ بضد نہ رہیں کہ یہ گھر کے سربراہ کا فرض ہے۔کیونکہ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اپنے پیارے نبی کی سنت پرعمل کریں اور کبھی سستی نہ کریں بلکہ ہرحال میں عبادات بجالانے کی کوشش کرتی رہیں اور اپنی اولاد کو بھی اس پرعمل پیرا کروائیں۔کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے فرمایا: قیام اللیل(تہجد) مت چھوڑنا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نہیں چھوڑتے تھے اور جب آپؐ بیمار ہوتے یا جسم میں سستی محسوس کرتے تھے تو بیٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے۔ (ابوداؤد)

دیکھیں! آنحضرت ﷺ کا عمل کیا تھا۔یہ عمل ہم اختیار کریں تو پھر ہم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کو سمیٹنے کی امید کر سکتے ہیں۔ہرروز اس وقت اللہ قریب کے آسمان پر آکر اعلان کرتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں؟اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ماہ میں اسے بطور عادت اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ہمیں روزے رکھنے اور رکھوانے کی توفیق دے اور رمضان میں سیکھی جانے والی ساری نیکیوں کو بقیہ ساری عمر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

آج کی دعا

رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِی فِی السَّمَاءِ، تَقَدَّسَ اسْمُكَ، أَمْرُكَ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، كَمَا رَحْمَتُكَ فِی السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِی الْاَرْضِ، اغْفِرْ لَنَا حُوبَنَا وَخَطَايَانَا، أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِينَ، أَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجَعِ

(سنن ابوداؤد کتاب الطب باب کیف الرقی، حدیث نمبر 3892)

ترجمہ: ہمارا رب اللہ ہے جو آسمان میں ہے۔(اے اللہ!) تیرا نام مقدس ہے، آسمان اور زمین میں تیرا حکم نافذ ہے‘تیری رحمت جس طرح آسمان میں (عام) ہے زمین میں بھی (عام) کر دے، ہمارے گناہ اور خطائیں معاف کر دے، تو پاک لوگوں کا رب ہے،اپنی رحمت اور شفاء کا ایک حصہ اس بیماری پر نازل فرمادے۔

یہ ہمارے سید ومولیٰ،خیرالبشر پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی جامع دعائے رحمت ومغفرت ہے۔

سیدنا حضرت ابوالدرداءؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے ’’تم میں سے جس کو کوئی تکلیف ہو جائے یا اس کا بھائی بیمار ہو جائے تو اسے یوں دم کرے (مندرجہ بالا دعا) تو وہ شفاء پا جائے گا۔‘‘

مرسلہ: مریم رحمٰن

منور علی شاہد۔ جرمنی

یادِ رفتگان

شیخ مبشر احمد دہلوی مرحوم کا ذکر خیر

شیخ مبشر احمد دہلوی

شیخ مبشر احمد دہلوی صاحب لاہور جماعت کی ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ ان سے ملنے والا پہلی ہی ملاقات میں ان کا گرویدہ ہو جاتا تھا، کیونکہ ان کی گفتگو کا انداز ہی منفرد تھا جس میں انتہا کی مٹھاس اور کشش ہوتی تھی۔ گہری نگاہ سے دیکھتے ہوئے بولتے تھے کہ پھر سامنے والا سننے کو ہی ترجیح دیتا۔ بہت پرحکمت اور مدلل گفتگو کرتے تھے۔ ایک صاحبِ علم انسان تھے اور عمل پر کامل یقین رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جو بھی ذمہ داری ان کو امیر جماعت کی طرف سے سونپی گئی اس کو نہ صرف احسن طریق سے نبھایا بلکہ مثبت نتائج بھی دیئے۔ عشقِ خلافت اور اطاعت امیر دونوں میں ایک نمونہ تھے۔ نظام جماعت کی پابندی کو ایمان کا حصہ سمجھتے تھے۔ آپ شفقت اور محبت کا پیکر تھے۔ کسی کو غلطی کا احساس بڑی حکمت کے ساتھ اس کو چند جملوں سے ہی کرا دیتے تھے۔ سلسلہ کے کاموں کے لئے وقت کی قربانی کرنے والوں میں سرِفہرست تھے۔ لاہور میں شفٹ ہونے کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ اور پھر جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ کئی دہائیوں تک خدمت دین کی توفیق پائی۔ جماعت احمدیہ لاہور کے سیکرٹری تعلیم کے طور پر لمبا عرصہ خدمت کی۔ لاہور کے ایم ٹی اے کے انچارج کی حیثیت سے نمایاں خدمت کی، احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر لاہور جماعت کے اردو، انگریزی زبانوں میں مجلوں کی تیاری و اشاعت کا اہم فریضہ احسن طریق سے نبھایا اور تاریخ کو محفوظ کر گئے۔ انچارج احمدیہ سٹوڈنٹس فیڈریشن لاہور کے طور پر بھی ذمہ داری احسن طریق سے نبھائی۔ کچھ عرصہ تک نائب امیر جماعت احمدیہ لاہور بھی رہے تھے۔

خاندانی تعارف

شیخ مبشر احمد دہلوی صاحب چار اکتوبر 1933ء کو دہلی کے ایک کاروباری خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا دہلی کے ایک ایسے خاندان سے تعلق تھا جس کے دو بزرگوں کو یکے بعد دیگرے دہلی جماعت کی بطور امیر لمبا عرصہ خدمت کرنے کی سعادت ملی۔ ان میں ان کے دادا جان شیخ محمد اعجاز حسین صاحب دہلوی اور دوسرے ان کے والد محترم بابو نذیر احمد صاحب دہلوی شامل تھے۔ آپ کے خاندانی ذرائع کے مطابق آپ کل گیارہ بہن بھائی تھے۔ حضرت اماں جانؓ نے آپ کے والد کو سات پوت کی دعا دی تھی۔ آپ سات بھائی تھے جن میں آپ کا چوتھا نمبر تھا۔ شیخ مبشر احمد صاحب دہلوی نے ابتدائی تعلیم دہلی میں حاصل کی پھر اپنے بڑے بھائی شیخ مختار احمد صاحب کے ساتھ قادیان چلے گئے جہاں احمدیہ مدرسہ قادیان میں تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ ہندوستان کی تقسیم کے وقت آپ کے والد ایک جماعتی کام کر کے واپس آ رہے تھے کہ راستے میں کہیں شہید کر دیئے گئے تھے اور ان کا جسدِ خاکی بھی نہ مل سکا تھا۔ اس واقعہ کے بعد شیخ مبشر صاحب اپنے بڑے بھائی کے ساتھ قادیان سے دہلی واپس لوٹ آئے اور خاندان کے تمام لوگوں کو پاکستان بھیج دیا اور خود بھائی کیساتھ دہلی میں ہی رک گئے تھے۔ شیخ لطیف محمود صاحب ابن شیخ مبشر احمد دہلوی صاحب کے مطابق ان کے والد بتایا کرتے تھے کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ کا ہمارے خاندان پر احسان رہا ہے۔ ایک بار جب وہ اپنے بھائی مختار صاحب کے ہمراہ پاکستان اپنے خاندان سے ملنے گئے تو بعد میں دہلی میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے ہدایت کی آپ پاکستان اپنی فیملی کے پاس چلے جائیں یا دہلی میں ان کو بلالیں اور ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں۔ اس طرح پھر پورا خاندان راولپنڈی پاکستان میں قیام پذیر ہو گیا۔ شیخ مبشر دہلوی نے راولپنڈی سے بی ایس سی کی تعلیم مکمل کی اور پھر پیپر مل انڈسٹری سے وابستہ ہو گئے اور اپنی قابلیت کی بدولت بہت جلد اس میدان میں نمایاں مقام حاصل کر لیا۔

لاہور میں آمد

راولپنڈی سے لاہور شفٹ ہوئے تو ماڈل ٹاؤن میں پڑاؤ ڈالا اور تادمِ وفات وہیں رہائش پذیر رہے اور خدمات سلسلہ بجالانے کی توفیق پائی۔ لاہور میں شفٹ ہونے کے بعد شیخ مبشر احمد دہلوی صاحب نے پاکستان کی مختلف پیپر ملوں میں کام کرنے کے بعد لاہور کی معروف و مشہور پیپر مل ''پیکیجز فیکٹری'' میں بطور ''پروسس منیجر'' 1969ء کے بعد ریٹائرڈ ہونے تک دو دہائیوں سے زائد عرصہ تک کام کیا اور اپنی اہلیت کو لوہا منوایا۔ پیکیجز سے ریٹائرمنٹ کے بعد مختلف کمپنیوں میں بطور ایڈوائزر کے کام کیا۔

بحیثیت قائد مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن لاہور مساعی

ماڈل ٹاؤن میں شفٹ ہونے کے بعد آپ کو بطور قائد مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن کام کرنے اور خلافت جوبلی علم انعامی لینے کی توفیق ملی۔ 1971ء میں جب مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کی تقسیم ہوئی تو پانچ مجالس نئی بنیں، مجلس ماڈل ٹاؤن پہلے سے موجود تھی لیکن اس میں نئے حلقوں کا اضافہ کیا گیا جن میں وحدت کالونی، ماڈل ٹاؤن، رحمان پورہ، احمدیہ ہوسٹل، نیو کیمپس، شادمان کالونی، گلبرگ اور والٹن کے حلقے شامل تھے۔ مبشر دہلوی صاحب اس نئی مجلس ماڈل ٹاؤن کے پہلے قائد تھے۔ اس وقت چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے۔ تقسیم مجالس کے بعد آپ نے لاہور کی انہی مجالس کا دورہ کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تقسیم مجالس کے بارے ارشادات جملہ مجالس تک جس کے نتیجہ میں سب سے زیادہ بیداری مجلس ماڈل ٹاؤن میں پیدا ہوئی تھی اور ہر مرکزی تحریک پر مجلس کے خدام نے لبیک کہا۔ مجلس کے قائد شیخ مبشر احمد دہلوی صاحب تھے۔ ان کے دور میں مجلس ماڈل ٹاؤن کے دو سالانہ اجتماعات منعقد ہوئے تھے۔ نئی مجلس بننے کے بعد پہلے اجتماع میں چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے بھی شرکت کی تھی جو جنوری 1972ء میں منعقد ہوا تھا۔ اسی طرح سیرت النبی ﷺ کے پروگرام منعقد ہوئے جس میں جید علماء نے خطاب کیا۔ مجلس ماڈل ٹاؤن کی طرف سے سائیکل تحریک میں بھرپور شرکت کی گئی، دارالذکر میں مجلس ماڈل ٹاؤن کی طرف سے تبلیغی نمائش لگائی گئی جس کا افتتاح صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے کیا تھا۔ شیخ مبشر احمد دہلوی صاحب کے دورِ قیادت میں مجلس ماڈل ٹاؤن لاہور کی طرف سے ''تاریخ مجلس خدام الاحمدیہ'' مرتب کرنے کی تجویز مرکز شوریٰ پر ارسال کی گئی تھی، سب کمیٹی نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے تجویز کو مفید قرار دیتے ہوئے اس سے اتفاق کیا اور سفارش کی صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اس سلسلہ میں ایک الگ کمیٹی قائم کریں جو اس کی تفصیلات طے کر کے تین ماہ کے اندر اپنی رپورٹ صدر مجلس کو پیش کرے (ماہنامہ خالد نومبر 1972ء)۔ یہ ایک بڑا اعزاز تھا مجلس اور ضلع لاہور کے لئے۔ مجلس ماڈل ٹاؤن کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے مرکزی صدر صاحب اور مہتممین نے مجلس کے حلقوں کے بھی دورے کئے اور جائزہ لیا۔ اپنی اس کارکردگی کے نتیجہ میں مجلس ماڈل ٹاؤن نے 1971-1972ء میں خلافت جوبلی کا علم انعامی لینے کی توفیق پائی اور جلسہ سالانہ ربوہ کے دوسرے دن شیخ مبشر احمد صاحب قائد مجلس ماڈل ٹاؤن نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دست مبارک سے خلافت جوبلی علم انعامی وصول کیا۔

خدام الاحمدیہ میں خدمت کرنے کے بعد انصار اللہ میں قدم رکھا تو بھی خدمت دینیہ کا سلسلہ جاری رہا اور بعد ازاں جماعت احمدیہ لاہور کی مجلس عاملہ کے رکن منتخب ہو گئے پھر سال ہا سال تک خدمت کی توفیق پائی بابرکت تقریب میں شامل ہونے کی سعادت ملی تھی جو ''لوائے احمدیت'' کو محفوظ کرنے کی غرض سے تھی۔

جماعت احمدیہ لاہور کے صد سالہ مجلوں کی تیاری

احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر اردو، انگریزی زبانوں میں جماعت احمدیہ لاہور کے مجلوں کی تیاری و اشاعت آپ کی شب و روز کی انتھک محنت کا نتیجہ تھی۔ اردو مجلہ بعنوان ''ہمارے 100 سال'' کی تیاری کے لئے شیخ مبشر صاحب نے مکرم امیر صاحب کی مشاورت سے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی۔ آپ اس کمیٹی کے صدر تھے جب کہ دیگر ممبران میں شیخ عبد الماجد صاحب، شیخ مبارک محمود صاحب پانی پتی، عبد المالک صاحب، خالد ہدایت بھٹی صاحب، شیخ ریاض محمود صاحب، مرزا ندیم احمد صاحب، محمود مجیب اصغر صاحب، شیخ نوید احمد صاحب، لطیف محمود صاحب، طارق محمود صاحب اور عمران محمود صاحب شامل تھے۔ مرزا ندیم احمد صاحب ابن مرزا نصیر احمد ایڈووکیٹ مرحوم، خاکسار کے جماعتی کولیگ تھے لاہور میں اور فائن آرٹس کالج کے طالب علم تھے، (مقیم یوکے) انہوں نے مجلہ کی تیاری کے دوران کی پرانی باتوں کو یاد کرتے ہوئے بتایا کہ کمیٹی کی میٹنگز انہی کے گھر ہوا کرتی تھیں اور رات گئے تک کام ہوا کرتا تھا۔ ان دنوں کئی مہینوں تک شیخ مبشر احمد دہلوی صاحب، ان کی فیملی اور بیٹوں نے انتھک محنت اور اراکین کمیٹی کی خدمت کی۔ اس دوران ممبران کمیٹی کو کھانا، اور دیگر ضروریات کی فراہمی بھی انہی کی فیملی فراہم کرتی تھی۔ کمیٹی کے کچھ اراکین کے پاس گاڑیاں نہیں تھیں جن میں میاں ماجد صاحب، عبد المالک صاحب، شیخ مبارک محمود پانی پتی صاحب خاکسار (مرزا ندیم احمد) بھی شامل تھے۔ ہم سب کو رات کو دو گاڑیوں میں ہمیں گھروں تک ڈراپ کیا جاتا تھا۔ ایک اقبال ٹاؤن، سمن آباد کی طرف جاتی تھی اور دوسری، دوسری طرف جاتی جو عبد المالک صاحب کو دارالذکر گھر تک چھوڑتی۔ یہ وہ ٹیم تھی جس نے مواد اکٹھا کر کے تحقیقاتی کام کیا اور مجلہ کے لئے مضامین تیار کئے تھے۔ اس کے علاوہ مجلہ کے مضامین کی اردو کمپوزنگ، تصاویر کی پوسٹنگ ٹائٹل کی تیاری سمیت دیگر امور ایم ٹی اے کی ٹیم کے نوجوان اراکین نے سرانجام دیئے تھے۔ محمد شفیق طاہر صاحب ایم ٹی اے کے قیام وابتداء کے دنوں کے مکرم عبد الستار صاحب کے ساتھی ہیں، ان کی وفات

شیخ مبشر احمد دہلوی ایم ٹی اے لاہور سٹوڈیو میں

کے بعد بھی کام کرتے رہے ہیں آج کل جرمنی میں مقیم ہیں۔انہوں نے اس وقت کی پرانی یادوں کو کھنگالتے ہوئے بتایا کہ مجلہ کے ٹائٹل کا کور پیج اور اندر کے صفحات کے layout کا ڈیزائن انہوں نے تیار کیا تھا۔اردو کمپوزنگ اور اس کی سیٹنگ کا کام کامران ارشد صاحب اور محمد آصف فاروق صاحب نے کی تھی۔یہ دونوں 28 مئی 2010 میں دارالذکر پر دہشت گردوں کے حملہ میں شہید ہوگئے تھے۔اسی طرح ’’ایڈیٹر کے نام خط‘‘ میں مکرم ابن ایف آر بسمل صاحب لاہور کے حوالے سے اپنی یادوں کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی لکھتے ہیں کہ ’’جب لاہور کا صد سالہ جوبلی سوونیئر تیار ہو رہا تھا،اتفاق سے ان دنوں میری پوسٹنگ لاہور میں تھی۔مبشر احمد دہلوی صاحب صدر سوونیئر کمیٹی نے مجھے بھی شامل کرلیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دورہ جات لاہور کا assignment مجھے دیا۔ جو سوونیئر کے صفحات 45-49 پر شائع ہوا(روزنامہ الفضل آن لائن مورخہ 14 فروری 2022)۔یہ شیخ مبشر صاحب کی اہلیت و قابلیت تھی کہ انہوں نے فراست، تدبر، محبت کیساتھ سبھی کو ساتھ ملا کر ایک ٹیم کے ساتھ یہ تاریخی ذمہ داری نبھائی۔آج اس مجلہ کے مضامین بطور ریفرنس استعمال کئے جاتے ہیں۔خاکسار ایک ہی دن ان کے ساتھ کام کرنے گیا، رات گئے تک جب واپسی ہوئی تو پھر دوبارہ نہ جاسکا۔بعد میں عرصہ تک شفقت سے جب بھی ملتے تو مسکرا کر کہتے کہ بس اک رات ہی؟‘‘

ایم ٹی اے لاہور کے انچارج کی ذمہ داری

ایم ٹی اے لاہور سٹوڈیو کے پہلے انچارج عبد الستار صاحب جن کی شب و روز کی انتھک محنت کے نتیجہ میں سٹوڈیو کا قیام عمل میں آیا تھا اور بنیادی ڈھانچہ تیار ہوا تھا، کی مارچ 1998 میں بوجہ ہارٹ اٹیک وفات کے بعد ایم ٹی اے لاہور کی ذمہ داری شیخ مبشر دہلوی صاحب کو سونپی گئی تو اس کو آپ نے کماحقہ طور پر نہ صرف نبھایا بلکہ ضرورت کے مطابق سٹوڈیو کو اپ گریڈ بھی کیا اور نوجوانوں کی ایک ٹیم بھی تیار کر ڈالی۔یوں سالہاسال تک جماعتی، ذیلی تنظیموں کے بڑے پروگراموں کی ریکارڈنگ کرتے رہے۔ایک بار سٹوڈیو میں محفل مشاعرہ بھی منعقد کرایا جو نشر بھی ہوا، اسی طرح لاہور جماعت کے بزرگان کے انٹرویوز بھی ریکارڈ کرکے تاریخ کو محفوظ کیا گیا۔ شیخ مبشر احمد دہلوی صاحب سے دارالذکر لاہور میں جماعتی اجتماعات و تقریبات میں ان سے ملاقات ہوتی رہتی تھی، لیکن براہ راست تعلق اس وقت قائم ہوا جب ان کو ہم نے خدام الاحمدیہ کے علمی پروگراموں میں بطور منصف بلانا شروع کیا اور پھر ایم ٹی اے کی ذمہ داری سنبھالنے پر مختلف علمی پروگراموں کی ریکارڈنگ کا سلسلہ شروع ہوا، پھر یہ تعلق بتدریج بڑھتا ہی گیا۔خاکسار جب خدام الاحمدیہ ضلع لاہور میں بحثیت ناظم تعلیم خدمت کی توفیق پا رہا تھا، تو ایک دن مجھے کہنے لگے کہ اچھی آواز اور قرآت پڑھنے والے خدام کو تلاش کریں ان کی نظمیں ریکارڈ کی جائیں، بعد ازاں اس پر عمل درآمد بھی ہوا۔ بحرحال وہ کام لینے کے ہنر کی صلاحیت سے مالا مال تھے۔محبت کے ساتھ کام لیتے تھے۔

احمد سعید کرمانی پاکستان تحریک آزادی کے دوران قائد اعظم کے

شیخ مبشر احمد دہلوی قائد مجلس ماڈل ٹاؤن لاہور جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے خلافت جوبلی علم انعامی وصول کر رہے ہیں

قریب رہے تھے اور حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خانؓ کے جونیئر وکیل بھی تھے اور کرمانی صاحب چوہدری صاحب کے زبردست مداح تھے۔ایک غیر احمدی صحافی دوست نے ایک کھانے پر ملاقات کے دوران بتایا کہ کرمانی صاحب کے پاس چوہدری صاحب سے متعلق بہت یادیں باتیں ہیں ان کو ریکارڈ کرکے محفوظ کرلینا چاہیے،اس تجویز پر سید قمر سلیمان صاحب نے خاکسار کو کہا کہ مبشر دہلوی صاحب سے بات کریں۔ بعد ازاں مشاورت کے بعد وہ انٹرویو دارالذکر سٹوڈیو میں ریکارڈ ہوا تھا جس میں کرمانی صاحب نے تاریخی باتوں پر مشتمل اپنی یاداشت ریکارڈ کروائیں تھیں۔احمد سعید کرمانی صاحب کی وفات 95 برس کی عمر میں اگست 2018 میں ہوئی تھی۔شاید 2003 میں جب مکرم مبشر دہلوی صاحب ربوہ شفٹ ہوئے تو پھر ایم ٹی اے لاہور کی ذمہ داری محمود محمود خان صاحب کو سونپی گئی جو انہی کی ٹیم کا ایک ممبر تھے۔

مرکزی خدمت کی سعادت

مبشر دہلوی صاحب ایک صائب الرائے شخصیت تھے جن کے مشورے تقویٰ اور دور اندیشی پر مبنی ہوتے تھے، یہی وجہ تھی کہ آپ مرکز کی نگاہوں میں بھی ایک نمایاں مقام رکھتے تھے۔ خاندانی ذرائع کے مطابق آپ چونکہ پیپر کی صنعت کا وسیع تجربہ اور اس کی تیاری پر گہری نظر رکھتے تھے۔آپ کے اسی تجربہ اور قابلیت کی بناہ پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعد ازاں آپ کو ’’لوائے احمدیت‘‘ کو محفوظ کرنے کے حوالے سے مرکز ربوہ میں خدمت دین کرنے کی ایک بہت بابرکت سعادت ملی۔لوائے احمدیت کو ہینڈ میڈ پیپر (Hand made Paper) میں محفوظ کرنے کا مشورہ مبشر دہلوی صاحب کا تھا، بعد ازاں انہی کی نگرانی میں شیخ منور احمد صاحب اور شیخ مظفر احمد صاحب ساکن لاہور جو اسی کاروبار سے منسلک تھے، نے یہ پیپر تیار کیا تھا جو صد فیصد خالص روئی سے تیار کیا گیا تھا اور اس میں کسی قسم کا کوئی کیمیکل استعمال نہیں کیا گیا تھا اور اس کی تیاری کے دوران بھی مشاورت کا عمل جاری تھا۔ 10جون 2006 کو ربوہ میں دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے لان میں ہونے والی ایک بابرکت تقریب میں شامل ہونے کی سعادت ملی تھی جو ’’لوائے احمدیت‘‘ کو محفوظ کرنے کی غرض سے تھی۔اسی طرح ایک اور خدمت جو آپ کے حصے میں آئی تھی وہ سپیشل ویزہ پر قادیان کی زیارت کرنا اور وہاں کے روٹی پلانٹ کے معاملات کو دیکھنا تھا اور ایک ماہ سے زائد عرصہ وہاں قیام کرنا تھا۔یہ دورہ جلسہ کے دنوں سے ہٹ کر الگ تھلگ تھا۔۔ملازمتوں کو خیر باد کہنے کے بعد دفتر جلسہ سالانہ ربوہ میں بھی کچھ عرصہ تک خدمت کی توفیق پائی۔

لاہور کے مخلصین بزرگان میں آپ کا نام سرفہرست ہے جنہوں نے خلافت کے ساتھ وفا اور نظام جماعت کی کامل اطاعت کے ساتھ زندگی بسر کی اور اپنے بچوں کی تربیت بھی انہی خطوط پر کی جن پر تمام عمر آپ نے زندگی بسر کی۔

شیخ مبشر دہلوی صاحب لاہور جماعت کے ان چند چیدہ احباب میں شامل تھے جن کو چوہدری حمید نصراللہ خان صاحب امیر لاہور کا مکمل اعتماد حاصل تھا، جو بھی ذمہ داری ان کو سونپی جاتی، پوری دیانتداری، وفا اور اخلاص سے نبھاتے تھے۔ان کے بیٹے مکرم لطیف محمود صاحب (مقیم کینیڈا) کو فوٹو گرافی سے بہت لگاؤ تھا، یہی شوق پھر جماعتی خدمت کے جنون میں ڈھل گیا اور وہ بھی تمام جماعتی پروگراموں کی فوٹو گرافی کی ذمہ داری نبھانے لگے، سالہا سال تک اہم مواقع کی فوٹو گرافی کرنے کی توفیق ملی۔ اپنی بیماری کے دنوں میں شیخ مبشر دہلوی صاحب کو وہیل چیئر پر اپنے بڑے بیٹے ڈاکٹر محمود شیخ صاحب کے ساتھ آخری مرتبہ جلسہ سالانہ قادیان جانے کی توفیق ملی، واہگہ بارڈر پر میری بھی ان سے ملاقات ہوئی تو بہت خوش ہوئے۔پھر قادیان میں آپ نے موقع ملنے پر متعدد تاریخی پرانے مقامات بارے مجھے بتایا اور یوں نہ بھولنے والا وقت ان کی رفاقت میں گزرا۔

شیخ مبشر احمد صاحب کی وفات 15 مئی 2014 کو سرگودھا میں ان کے بڑے بیٹے ڈاکٹر محمد محمود شیخ صاحب کے گھر میں ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔آپ کی یادگار اولاد میں دو بیٹے لطیف محمود صاحب (مقیم کینیڈا) اور مکرم ڈاکٹر محمد محمود شیخ صاحب (سرگودھا پاکستان) اور تین بیٹیاں امتہ العلیم صاحبہ اہلیہ ناصر خان صاحب، امتہ الشکور صاحبہ اہلیہ شیخ منور احمد صاحب، امتہ القدوس صاحبہ اہلیہ شیخ مظفر احمد صاحب شامل ہیں۔آپ نفیس احمد عتیق صاحب مربی سلسلہ کے تایا تھے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 20 مئی 2014)

ایڈیٹر کے نام خط

ایک احمدی ہونہار بچی نائلہ کے دوران تعلیم حجاب پر لیکچرز

- **مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب۔ کینیڈا سے لکھتی ہیں:**

28 مارچ 2022ء کے روز نامہ الفضل آن لائن لندن میں آپ کا اداریہ بعنوان ’’پہلے حجاب پھر کتاب‘‘ پڑھا۔ ہمیشہ کی طرح معلوماتی، علمی اور متاثر کر دینے والا اداریہ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ہم عورتوں کا ترجمان اداریہ بھی تھا۔ مسکان صاحبہ کا واقعہ میرے اسکول میں بھی زبان زدِ خاص و عام تھا۔ اس کی ایک وجہ شاید یہ بھی تھی کہ اسکول کے اسٹاف ممبرز میں ہم دو احمدی اسٹاف ممبرز اسلامی پردہ کو اپنانے اور رواج دینے کی پوری کوشش کرتی ہیں اور اسی طرح سے اس اسکول میں 20 سے زیادہ مسلمان اور احمدی مسلمان بچیاں بھی زیر تعلیم ہیں اور یہ طالبات حیا دار لباس زیب تن کرتیں اور سر پر اسکارف بھی لیتی ہیں۔

مدیر محترم! ان گنت برکات خلافت میں سے ایک یہ بھی خلافت کی بہت بڑی برکت ہے کہ ایسے والدین اور خاص طور پر ایسی احمدی مائیں جو خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی خلیفۃ المسیح کے خطابات، خطبات، بچوں کے ساتھ حضور انور کی کلاسسز اور ہر وہ پروگرام جس میں خلیفۃ المسیح موجود ہوتے ہیں سنتی ہیں اور اس بات کی نگرانی کرتی ہیں کہ ان کے بچے بھی بغور ان پروگرامز کو سنیں اور حضور انور کی قیمتی نصائح پر عمل کرنے کی بھر پور کوشش کریں۔ خلافت کے ساتھ جڑنے والے ایسے بچے اور بچیاں اپنے اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز (Universities) میں نہ صرف اپنے حیادار لباس کے ساتھ تبلیغ کا ذریعہ بن رہے ہیں بلکہ ان کی رفتار و گفتار، چال ڈھال، عادات و اطوار، وقار، حیا، سلیقہ شعاری اور سگھڑ پن بھی اسلام کا پیغام پھیلانے میں مدو معاون ثابت ہو رہا ہے، الحمد للہ۔

بعض احمدی بچیوں نے تو چھوٹی بلکہ بہت ہی چھوٹی عمر میں بلا خوف و خطر اسکول میں اپنے کلاس فیلوز اور اساتذہ کو واشگاف الفاظ میں یہ بتا دیا کہ ہم اسکول تو چھوڑ سکتی ہیں مگر اپنے پردے پر آنچ نہیں آنے دیں گی۔

اسی طرح کا ایک واقعہ جو میری بیٹی کے ساتھ پیش آیا اور مجھے یقین ہے کہ ساری دنیا میں بسنے والی اور بھی بہت ساری بچیوں اور بہنوں کے ساتھ بھی پیش آیا ہو گا اور اس اداریے کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے جو میرے اس خط کا محرک بنا۔

ہم ستمبر 2006ء میں ٹورانٹو سے نقل مکانی کر کے سسکاٹون آ گئے تھے۔ اس وقت یہاں پر احمدی گھرانوں کی تعداد بہت کم تھی۔ اسی طرح سے دیگر مسلمانوں کی تعداد بھی زیادہ نہ تھی۔ میری بڑی بیٹی نے تیسری کلاس جس اسکول سے ختم کی وہاں اس کے اسکارف لینے پر مخالفت نہ ہوتی تھی مگر بعض بچے اس کے ساتھ کھیلنا پسند نہ کرتے تھے۔ مگر جیسے ہی یہ چوتھی کلاس میں ہوئی ہم اُس علاقے کو چھوڑ کر سسکاٹون ہی میں ایک دوسرے علاقے میں منتقل ہو گئے۔ اس نئے اسکول میں اور نئی کلاس میں بچی کے اسکارف لینے کی وجہ سے مخالفت شروع ہوگئی۔ کوئی بھی بچی اس کے ساتھ کھیلنے کو تیار نہ تھی اور نہ ہی اس کے ساتھ بچے گروپ میں کام کرنے کے لئے تیار ہوتے۔ ہر روز گھر آ کر بتاتی کہ بچے میرے اسکارف اور کپڑوں کو ناپسند کرتے ہیں لیکن مجھے اسکارف لینا اچھا لگتا ہے۔ ایک دن میرے پاس خط لکھ کر لائی کہ یہ پیارے حضور کو بھیج دیں۔ ہم نے اس کا خط حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں بذریعہ ڈاک بھیج دیا۔ چند ہی دنوں میں پیارے آقا کی طرف سے جواب بھی آ گیا جس میں حضور انور نے از راہ شفقت و محبت بچی کے لئے دعا کی اور اسے درج ذیل دعا پڑھنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:۔ اے اللہ! جو کچھ ان (دشمنوں) کے سینوں میں ہے اس کے مقابل پر ہم تجھے ہی ڈھال بناتے ہیں۔ اور ہم ان کے تمام شرّ اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

میری بیٹی یہ دعا پڑھتی رہی اور باقاعدگی سے اسکول جاتی رہی۔ ایک دن مجھے اسکول سے فون آیا کہ میں فوراً اسکول پہنچوں، میرے اسکول پہنچنے پر پرنسپل کے آفس میں میری بیٹی کا استاد، پولیس آفیسر، میری بیٹی اور پرنسپل موجود تھیں۔ میری بیٹی نے جیسے ہی مجھے دیکھا بھاگ کر میرے ساتھ لگ گئی اور چہرے سے بھی بہت پریشان لگ رہی تھی۔ اس کے کلاس ٹیچر نے مجھے بتایا کہ آج لنچ کے دوران اس کی کلاس کے دو بچوں نے مخالف سمت میں اس کا دوپٹہ کھینچا ہے اور کچھ بچوں کے شور مچانے پر لنچ سُپروائزر نے آ کر اسے چھڑایا ہے اس واقعہ کی اطلاع ہم نے پولیس کو بھی کر دی تھی (کینیڈا میں ہر اسکول کے ساتھ دو یا تین پولیس آفیسرز کام کرتے ہیں کسی بھی حادثہ کی صورت میں یہ فوراً مدد کے لئے پہنچ جاتے ہیں) اس لئے آپ کو بلایا ہے مگر ہم آپ کو یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ آپ کی بیٹی بہت بہادر ہے اور اس کو فخر ہے کہ یہ احمدی مسلمان بچی ہے اور اسکارف لیتی ہے۔ مگر ہمارے اسکول میں

طلباء کے لئے یہ بالکل نئی چیز ہے اور مجھے امید ہے کہ آہستہ آہستہ بچے اس کلچر کو قبول کر لیں گے۔ اپنی بیٹی کے استاد کی بات سننے کے بعد میں نے پرنسپل صاحبہ سے کہا کہ یہ بہت ہی سنگین واقعہ ہے اور کینیڈا کے آئین اور قانون کے مطابق سب کو مذہبی آزادی اور رواداری حاصل ہے اور اگر میری بیٹی کو اپنی مذہبی تعلیمات پر عمل کرنے کی وجہ سے مخالفت کا سامنا رہا تو شاید میں اپنی بیٹی کو اسکول نہ بھیج سکوں یا خوف کے مارے میری بیٹی اسکول جانے سے انکار کر دے۔ آپ اس کو اپنی کلاس میں بچوں کو یہ بتانے کا موقعہ فراہم کریں کہ یہ حیا دار لباس کیوں پہنتی ہے، اسکارف کیوں لیتی ہے اور یہ کہ اس کے لباس اور اس کے مذہب سے کسی کو کسی قسم کا خطرہ لاحق نہیں۔ میری یہ تجویز سن کر پرنسپل صاحبہ نے بلا توقف کہا کہ کلاس ہی میں کیوں، میں کل ہی پورے اسکول کی اسمبلی کا انعقاد کرتی ہوں اور نائلہ (بیٹی) ہمیں اپنے مذہب، لباس اور کلچر کے بارے میں بتائے گی۔ اگلے ہی دن عزیزہ نائلہ نے چارسو تین طلبا اور اٹھارہ اساتذہ کی موجودگی میں دس منٹ انگریزی زبان میں ’’قرآن کریم میں پردے کی اہمیت‘‘ پر اسکول کی اسمبلی میں تقریر کی جسے سب نے بہت پسند کیا۔ اِس کی تقریر کے بعد پرنسپل صاحبہ نے میری بیٹی کی تقریر کو سراہتے ہوئے تمام طلبا کو بتایا کہ آئندہ سے ہم کلاس لیول پر بھی اس طرح کی تقاریر کا سلسلہ جاری رکھیں گے تا کہ تمام بچوں کو اس نئے کلچر سے متعلق معلومات مل سکیں۔ اس کی تقریر کے اگلے روز چند احمدی بچیاں جو اسی اسکول میں زیر تعلیم تھیں نے بھی یہ عہد کیا کہ وہ آئندہ سے اسکارف لینا شروع کر دیں گی۔

مخالفت کے اس ایک چھوٹے سے واقعہ نے ہمارے لئے تبلیغ کی کئی راہیں کھول دیں، الحمد للہ۔ اس دن سے لیکر آج تک ہمیں سسکاٹون کے اکیس (21) مڈل اور ہائی اسکولوں کی ساٹھ (60) کلاسسز میں اسلام کی خوبصورت تعلیمات بارہا بتانے کا موقعہ ملا ہے۔ خاص طور پر ’’پردے، ایک احمدی عورت کی نظر میں‘‘ علاوہ ازیں درج ذیل عناوین پر بھی پریزنٹیشنز (Presentations) دینے کا موقعہ ملا اور مسلسل مل رہا ہے۔ رمضان، عیدین، حجاب، ڈیٹنگ (Dating) اور وطن سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے وغیرہ۔ اس کے علاوہ ہر سال درجنوں اسکولوں میں قرآن کریم، اسلام کی پر امن تعلیمات، اکتوبر اسلامی ورثہ کا مہینہ اور رمضان پر Exhibitions منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اسی طرح سے چارسو سے زائد اساتذہ کرام اور دو ہزار 2000 سے زائد طلباء و طالبات نے ہماری مسجد بیت الرحمت کا دورہ کیا اور اس دوران ہمیں نماز جمعہ اور باجماعت نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا اور بہت سارے سوالات بھی پوچھے جن کے تسلی بخش جوابات پا کر اساتذہ اور طلباء بہت خوش ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکموں میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

ایک چھوٹی سی احمدی مسلمان بچی کے اللہ تعالیٰ کے پردے کے حکم پر عمل کرنے کے نتیجے میں اور خلیفۂ وقت کی دعا کی بدولت نہ صرف چوتھی کلاس کے بچوں کے دل بدلے بلکہ تبلیغ کے ایسے مواقع اور ذرائع باہم پہنچائے جو عام حالات میں ناممکن تھے۔ بلکہ اسی بچی کو جواب Saskatchewan یونیورسٹی میں ڈاکٹر آف میڈیسن کے دوسرے سال میں ہے۔ درجنوں اسکولوں میں جا کر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی پُر امن اور زندگی بخش تعلیمات پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمد للہ علی ذالک

بقیہ: چالیس کا ہندسہ اور ہماری ذمہ داریاں..... از صفحہ 3

چاہیے۔۔۔۔وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دُعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہیئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رورو کر دُعا کی ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 60-61 ایڈیشن 1988ء)

٭پھر اللہ کے حضور رونے اور چلانے کو اپنا شعار بنانے کے متعلق فرماتے ہیں۔

’’عاجزی کو اپنا شعار بنالو اور رونے کی عادت ڈالو کیونکہ رونا اسے بہت پسند ہے اگر 40دن تک رونا نہ آئے تو سمجھو دل سخت ہوگیا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5صفحہ 132)

موت قریب ہوتی نظر آتی ہے

چالیس سال کی عمر پانے کے بعد، باوجود جسمانی کمزوری آنے کے روحانی معنوں میں تیزی آتی ہے۔اس عمر کو پہنچ کر کبھی انسان کی ٹانگوں میں درد اور کبھی جسم کے دوسرے حصوں میں دردیں شروع ہو جاتی ہیں۔اسی لیے بعض کہتے ہیں کہ جوانی کی عمر کو ایک نعمت عظمیٰ سمجھتے ہوئے اپنے اللہ کو پانے کی کوشش کرنی چاہیے اور اسے شیوہ پیغمبری کہا گیا ہے تاہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو بھی کھول کر اس طرح بیان فرمایا ہے۔

’’انحطاط عمر کا 40سال سے شروع ہو جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3صفحہ 217)

اور اپنے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

’’میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔اس اثنا میں مَیں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جارہے ہیں یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہوسکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا۔

اب جب سے چالیس سال گزر گئے، دیکھتا ہوں کہ وہ بات نہیں۔ ورنہ اول میں بٹالہ تک کئی بار پیدل چلا جاتا اور پیدل آتا اور کوئی کسل اور ضعف مجھے نہ ہوتا اور اب تو اگر پانچ چھ میل بھی جاؤں تو تکلیف ہوتی ہے چالیس سال کے بعد حرارتِ غریزی کم ہونی شروع ہو جاتی ہے خون کم پیدا ہوتا ہے اور انسان کے اوپر کئی صدمات رنج و غم کے گزرتے ہیں۔اب کئی دفعہ دیکھا ہے کہ اگر بھوک کے علاج میں زیادہ دیر ہو جائے تو طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3صفحہ 425ایڈیشن 2016ء)

یہ وہی ارشاد ہے جس کے سیاق و سباق میں حضورؑ نے فرمایا کہ

’’صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔۔کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کو شہوات سے بعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔‘‘

(ملفوظات جلد 2ایڈیشن 1988ء صفحہ 561-562)

پس ہم میں سے ہر ایک کو جو 40 برس سے اوپر ہیں یا 40سال کی عمر کو چھو رہے ہیں یا چھونے والے ہیں ان کا فرض ہے کہ ہم چالیس ہندسہ کے حوالہ سے متعلقہ تربیتی و اصلاحی امور پر عمل پیرا ہوں۔ ورنہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ ارشاد بھی سامنے رہے۔آپؑ فرماتے ہیں۔

’’حکماء کہتے ہیں کہ جس قوت کو چالیس (40) دن استعمال نہ کیا جائے، وہ بے کار ہو جاتی ہے۔ ہمارے ایک ماموں صاحب تھے، وہ پاگل ہو گئے۔ان کی فصد لی گئی اور ان کو تاکید کی گئی کہ ہاتھ نہ ہلائیں۔انہوں نے چند مہینے تک ہاتھ نہ ہلایا۔نتیجہ یہ ہوا کہ ہاتھ لکڑی کی طرح ہوگیا۔غرض یہ ہے کہ جس عُضو سے کام نہ لیا جائے، وہ بے کار ہو جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 150ایڈیشن 1988ء)

(ابوسعید)

جلسہ کے لیے تاریخ کیوں مقرر کی؟

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اگر کسی کے دل میں یہ دھوکہ ہو کہ اس دینی جلسہ کیلئے ایک خاص تاریخ کیوں مقرر کی۔ ایسا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ رضی اللہ عنہم سے کب ثابت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کو دیکھو کہ اہل بادیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسائل کے دریافت کرنے کیلئے اپنی فرصت کے وقتوں میں آیا کرتے تھے اور بعض خاص خاص مہینوں میں ان کے گروہ فرصت پا کر حاضر خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا کرتے تھے اور صحیح بخاری میں ابی جمرہ سے روایت ہے۔ قال ان وفد عبدالقیس اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالوا إنا نأتیك من شقة بعیدة و لا نستطیع ان نأتیك الا فی شهر حرام۔ یعنے ایک گروہ قبیلہ عبدالقیس کے پیغام لانے والوں کا جو اپنی قوم کی طرف سے آئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ ہم لوگ دور سے سفر کر کے آتے ہیں اور بجز حرام مہینوں کے ہم حاضر خدمت ہو نہیں سکتے اور ان کے قول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رد نہیں کیا اور قبول کیا پس اس حدیث سے بھی یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ جو لوگ طلب علم یا دینی ملاقات کیلئے کسی اپنے مقتدا کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیں وہ اپنی گنجائش، فرصت کے لحاظ سے ایک تاریخ مقرر کر سکتے ہیں جس تاریخ میں وہ بآسانی اور بلاحرج حاضر ہوسکیں اور یہی صورت 27 دسمبر کی تاریخ میں ملحوظ ہے کیونکہ وہ دن تعطیلوں کے ہوتے ہیں اور ملازمت پیشہ لوگ بہ سہولت ان دنوں میں آسکتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ اس دین میں کوئی حرج کی بات نہیں رکھی گئی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر مثلاً کسی تدبیر یا انتظام سے ایک کام جو دراصل جائز اور روا ہے سہل اور آسان ہوسکتا ہے تو وہی تدبیر اختیار کرلو کچھ مضائقہ نہیں۔ ان باتوں کا نام بدعت رکھنا ان اندھوں کا کام ہے جن کو دین کی عقل دی گئی اور نہ دنیا کی۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں کسی دینی تعلیم کی مجلس پر تاریخ مقرر کرنے کیلئے ایک خاص باب منعقد کیا ہے جس کا عنوان ہے من جعل لاھل العلم ایاما معلومۃ یعنی علم کے طالبوں کے افادہ کیلئے خاص دنوں کو مقرر کرنا بعض صحابہ کی سنت ہے۔ اس ثبوت کیلئے امام موصوف اپنی صحیح میں ابی وایل سے یہ روایت کرتے ہیں کان عبد اللہ یذکر الناس فی کل خمیس یعنی عبد اللہ نے اپنے وعظ کیلئے جمعرات کا دن مقرر کر رکھا تھا اور جمعرات میں ہی اس کے وعظ پر لوگ حاضر ہوتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اللہ جل شانہ نے قرآن کریم میں تدبیر اور انتظام کیلئے ہمیں حکم فرمایا ہے اور ہمیں مامور کیا ہے کہ جو حسن تدبیر اور انتظام خدمت اسلام کیلئے ہم قرین مصلحت سمجھیں اور دشمن پر غالب ہونے کیلئے مفید خیال کریں وہی بجالاویں جیسا کہ وہ عزاسمہ فرماتا ہے۔ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ یعنی دینی دشمنوں کیلئے ہر یک قسم کی طیاری جو کر سکتے ہو کرو اور اعلاء کلمہ اسلام کیلئے جو قوت لگا سکتے ہو لگاؤ۔ اب دیکھو کہ یہ آیت کریمہ کس قدر بلند آواز سے ہدایت فرما رہی ہے کہ جو تدبیریں خدمت اسلام کیلئے کارگر ہوں سب بجالاؤ اور تمام قوت اپنے فکر کی، اپنے بازو کی، اپنی مالی طاقت کی، اپنے احسن انتظام کی، اپنی تدبیر شائستہ کی اس راہ میں خرچ کرو تا تم فتح پاؤ۔ اب نادان اور اندھے اور دشمن دین مولوی اس صرف قوت اور حکمت عملی کا نام بدعت رکھتے ہیں۔ اس وقت کے یہ لوگ عالم کہلاتے ہیں جن کو قرآن کریم کی ہی خبر نہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 608-609)

(مرسلہ: مرزا خلیل احمد۔ استاد جامعہ احمدیہ گھانا)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

سید شمشاد ناصر۔ مبلغ امریکہ

جماعت احمدیہ ڈیٹرائیٹ کا جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد

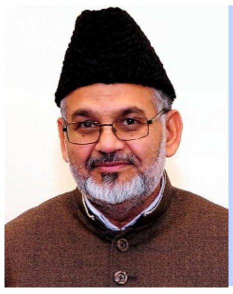

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ڈیٹرائیٹ امریکہ کی جماعت نے مسجد محمود میں دو سال کے بعد پہلا جلسہ In Person منعقد کیا۔ اس سے قبل دو سال تک کووڈ کی وجہ سے جلسہ تو ہوا تھا لیکن بذریعہ Zoom اور اس طرح لوگ گھروں سے زوم کے ذریعہ جلسہ میں شامل ہوتے تھے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے دو سال بعد پہلی مرتبہ جلسہ مسجد میں منعقد ہوا۔ اور 250 سے زائد لوگ اس جلسہ میں شامل تھے۔ جلسہ یوم مصلح موعود 20 فروری 2022 کو منایا گیا۔ جلسہ کے شروع میں نماز عصر ادا کی گئی اور ڈنر کیا گیا۔ 6 بجے شام پروگرام مکرم مقبول احمد صدر جماعت ڈیٹرائیٹ کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم ایان طاہر نے کی۔ عزیزم ہاشم بخاری نے اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

مکرم ریجنل قائد مسعود خان نے خوش الحانی سے اردو نظم سنائی اور انگریزی ترجمہ پیش کیا اسکے بعد۔ مکرم مقبول طاہر نے اپنے صدارتی ریمارکس میں سب کو خوش آمدید کہا اور پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر بیان کیا۔ مکرم مرزا مبشر احمد نے پیشگوئی مصلح موعود کا الہامی الفاظ اردو میں پڑھ کر سنائے۔ اسکے بعد عزیزم اریض احمد نے اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ اسکے بعد ڈاکٹر احمد منیر نے حضرت مصلح موعود کے بارے میں آپ کی دورس نظر کے بارے میں تقریر کی۔ نیز جماعتی اتحاد اور دیگر کارنامے بھی بیان کئے۔ عزیزم ہارون لغمانی نے حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب (رضی اللہ عنہ) کے سنہری کارنامے بیان کئے۔ عزیزہ صباحہ احمد نے نظم پڑھی۔ اور مکرم محمود احمد قریشی زعیم انصار اللہ ڈیٹرائیٹ نے پیشگوئی کے ان الفاظ کہ ’’اس کی شہرت تمام دنیا میں پھیل جائے گی اور قومیں اس سے برکت پائیں گی‘‘ کے بارے میں تقریر کی۔ مکرم عثمان منگلا نے سوال و جواب کا ایک دلچسپ پروگرام کیا جس میں سب نے حصہ لیا۔

آخر میں خاکسار نے تقریر کی۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں:

1. احباب کو قادیان میں 1944 میں جو پہلا جلسہ ہوا تھا اسکے تاریخی حقائق بیان کئے۔

2. قادیان میں جلسہ یوم مصلح موعود کے بعد ہوشیارپور، دہلی، لاہور اور لدھیانہ میں جو جلسے ہوئے ان میں حضرت مصلح موعود خود بنفس نفیس شامل ہوئے اور آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کے حقیقی مصداق کے بارے میں جو ارشادات تھے وہ بھی خاکسار نے سنائے۔
3. نیز حضرت مصلح موعود نے نظام خلافت کے استحکام کے لیے جو کوششیں کی تھیں وہ بیان کیں۔

اسکے بعد آخر میں خاکسار نے اختتامی دعا کرائی۔ الحمد للہ یہ جلسہ بہت کامیاب رہا۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

بُرے ناموں سے پکارنا اور جسمانی عیب نکالنا

اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں نقائص تلاش کرنا، عیب نکالنا اور استہزا کرنا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والوں کا شیوہ نہیں ہے۔ اور پھر انسان کو تو خالق کائنات نے احسنِ تقویم فرما کر یہ بتا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری تخلیق میں سے انسان بہترین تخلیق ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ انسان ہی انسان کے جسمانی عیوب نکالتا ہے مثلاً یہ کہ فلاں کی ناک موٹی ہے، قد چھوٹا ہے، رنگت کالی ہے، جسم فربہ ہے اور چال ڈھال بھی کوئی خاص نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح درست نام لینے کی بجائے کسی کو اس کی جسمانی ساخت، رنگ ڈھنگ اور نقوش سے پکارنا یہ سب متکبرانہ فعل ہیں۔

بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

فقہی کارنر

روزہ اور بھوکے رہنے میں فرق

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ

(بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو کوئی حاجت نہیں کہ ایسا شخص کھانا اور پینا چھوڑ دے۔

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع وغروب آفتاب

15 اپریل 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:43	18:40
مدینہ منورہ	04:39	18:44
قادیان	04:35	18:57
ربوہ	04:15	18:37
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:39	19:58